"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

اکتوبر ۱۹۸۸ء

ایڈیٹر:
یوسف سہیل شوق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ ربوہ

خالد

اخاء ۱۳۶۷ ہش

اکتوبر ۱۹۸۸ء

قیمت: ماہانہ ۲ روپے پچاس پیسے۔ سالانہ ۲۵ روپے

ایڈیٹر

یوسف سہیل شوق ایم اے

اس شمارہ میں

پبلشر: مبارک احمد خالد؛ پرنٹر: قاضی منیر احمد؛ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔
مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ "خالد" دارالصدر جنوبی، ربوہ۔

بس فیصلہ یہی ہے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے

اُس نور پر فدا ہوں اس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(دُرِّ ثمین)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا بیان

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قلم سے

بعثتِ نبوی سے پہلے عربوں کی حالت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے نتیجے میں انقلابِ عظیم

"یہ بات کسی سمجھدار پر مخفی نہیں ہو گی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زادبوم ایک محدود جزیرہ نما ملک ہے جس کو عرب کہتے ہیں جو دوسرے ملکوں سے ہمیشہ بے تعلق رہ کر گویا ایک گوشۂ تنہائی میں پڑا رہا ہے۔ اس ملک کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے بالکل وحشیانہ اور درندوں کی طرح زندگی بسر کرنا اور دین اور ایمان اور حق اللہ اور حق العباد سے بے خبر محض ہونا اور سینکڑوں برسوں سے بت پرستی و دیگر ناپاک خیالات میں ڈوبے چلے آنا اور عیاشی اور بدمستی اور شراب خواری اور قماربازی وغیرہ فسق کے طریقوں میں انتہائی درجہ تک پہنچ جانا اور چوری اور قزاقی اور خون ریزی اور دختر کشی اور یتیموں کا مال کھا جانے اور بیگانہ حقوق دبا لینے کو کچھ گناہ نہ سمجھنا۔ غرض ہر یک طرح کی بری حالت اور ہر یک نوع کا اندھیرا اور ہر قسم کی ظلمت و غفلت عام طور پر تمام عربوں کے دلوں پر چھائی ہوئی ہونا ایک ایسا واقعہ مشہور ہے کہ کوئی متعصب مخالف بھی بشرطیکہ کچھ واقفیت رکھتا ہو اس سے انکار نہیں کر سکتا اور پھر یہ امر بھی ہر یک منصف پر ظاہر ہے کہ وہی جاہل اور وحشی اور یاوہ اور ناپارسا طبع لوگ اسلام میں داخل ہونے اور قرآن کو قبول کرنے کے بعد کیسے ہو گئے اور کیونکر تاثیراتِ کلامِ الٰہی اور صحبتِ نبیٔ معصومؐ نے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں اُن کے دلوں کو یکلخت ایسا مبدل کر دیا کہ وہ جہالت کے بعد معارفِ دینی سے مالا مال ہو گئے اور محبتِ دنیا کے بعد الٰہی محبت میں ایسے کھوئے گئے کہ اپنے وطنوں، اپنے مالوں، اپنے عزیزوں، اپنی عزتوں، اپنی جان کے آراموں کو اللہ جلشانہ کے راضی کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ چنانچہ یہ دونوں سلسلے اُن کی پہلی حالت اور اُس نئی زندگی کے جو بعد اسلام انہیں نصیب ہوئی قرآن شریف میں ایسی صفائی سے درج ہیں کہ ایک صالح اور نیک دل آدمی پڑھنے کے وقت بے اختیار چشم پُرآب ہو جاتا ہے۔ پس وہ کیا چیز تھی جو اُن کو اتنی جلدی ایک عالم سے دوسرے عالم

کی طرف کھینچ کرلے گئے وہ دو ہی باتیں تھیں ایک یہ
کہ وہ نبی معصوم اپنی قوتِ قدسیہ میں نہایت ہی
قوی الاثر تھا ایسا کہ نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا۔ دوسری
خدائے قادر و مطلق حیّ و قیوم کے پاک کلام کی زبردست
اور عجیب تاثیریں تھیں کہ جو ایک گروہِ کثیر کو ہزاروں
ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں"
(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۷ تا ۳۰۔ روحانی خزائن جلد دوم
صفحہ ۷۶ تا)

یتیمی سے شہنشاہی کو پہنچا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا
....
.... تب وہ بچہ جس
کے ساتھ خدا کا ہاتھ تھا بغیر کسی کے سہارے کے خدا کی
پناہ میں پرورش پاتا رہا۔ اور اس مصیبت اور یتیمی کے
ایام میں بعض لوگوں کی بکریاں بھی چرائیں۔ اور بجز خدا کے
کوئی متکفل نہ تھا۔ اور پچیس برس تک پہنچ کر بھی کسی
چچانے بھی آپ کو اپنی لڑکی نہ دی۔ کیونکہ جیسا کہ بظاہر
نظر آتا تھا آپ اس لائق نہ تھے کہ خانہ داری کے اخراجات
کے متحمل ہو سکیں اور نیز محض اُمّی تھے اور کوئی حرفہ اور
پیشہ نہیں جانتے تھے۔ پھر جب آپ چالیس برس کے
سن تک پہنچے تو یک دفعہ آپ کا دل خدا کی طرف کھینچا
گیا۔ ایک غار مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے جس
کا نام حرا ہے آپ اکیلے وہاں جاتے اور غار کے
اندر چھپ جاتے اور اپنے خدا کو یاد کرتے۔ ایک دن
اس غار میں آپ پوشیدہ طور پر عبادت کر رہے تھے
تب خدا تعالیٰ آپ پر ظاہر ہوا اور آپ کو حکم ہوا کہ
دنیا نے خدا کی راہ کو چھوڑ دیا ہے اور زمین گناہ سے
آلودہ ہوگئی ہے اس لئے میں تجھے اپنا رسول بنا کر
بھیجتا ہوں۔ اب تو اور لوگوں کو متنبہ کر کہ وہ عذاب
سے پہلے خدا کی طرف رجوع کریں۔ اس حکم کے سننے سے
آپ ڈرے کہ میں ایک اُمّی یعنی ناخواندہ آدمی ہوں
اور عرض کیا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ تب خدا نے آپ
کے سینہ میں تمام روحانی علوم بھر دیئے اور آپ کے
دل کو روشن کیا تھا۔ آپ کی قوتِ قدسیہ کی تاثیر سے
غریب اور عاجز لوگ آپ کے حلقۂ اطاعت میں آنے
شروع ہوگئے اور جو بڑے بڑے آدمی تھے انہوں نے
دشمنی پر کمر باندھ لی۔ یہاں تک کہ آخر کار آپ کو قتل کرنا چاہا
اور آخری حملہ یہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے
کرنے کے لئے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ مگر جس کو
خدا بچاوے اس کو کون مارے۔ خدا نے آپ کو اپنی
وحی سے اطلاع دی کہ آپ اس شہر سے نکل جاؤ اور
میں ہر قدم میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ پس آپ شہر مکہ
سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نکل آئے۔

اور تین رات تک غار ثور میں چھپے رہے۔ دشمنوں
نے تعاقب کیا اور ایک سراغ رساں کو لے کر غار تک
پہنچے۔ اس شخص نے غار تک قدم کا نشان پہنچا دیا اور
کہا کہ اس غار میں تلاش کرو، اس کے آگے قدم نہیں۔
اور اگر اس کے آگے گیا ہے تو پھر آسمان پر چڑھ گیا
ہوگا۔ مگر خدا کی قدرت کے عجائبات کی کون حد بست
کر سکتا ہے۔ خدا نے ایک ہی رات میں یہ قدرت نمائی کی
کہ عنکبوت نے اپنی جالی سے غار کا تمام منہ بند کر دیا۔
اور ایک کبوتری نے غار کے منہ پر گھونسلا بنا کر انڈے
دے دیئے۔ اور جب سراغ رساں نے لوگوں کو غار

کے اندر جانے کی ترغیب دی تو ایک بڈھا آدمی بولا کہ یہ سراغ رساں تو پاگل ہوگیا ہے مَیں تو اس جالی کو غار کے منہ پر اُس زمانہ سے دیکھ رہا ہوں جب کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ابھی پیدا ہی نہ ہوا تھا۔ اِس بات کو سُن کر سب لوگ منتشر ہوگئے اور غار کا خیال چھوڑ دیا۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ طور پر مدینہ پہنچے اور مدینہ کے اکثر لوگوں نے آپ کو قبول کر لیا۔ اِس پر مکہ والوں کا غضب بھڑکا اور افسوس کیا کہ ہمارا شکار ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور پھر کیا تھا دن رات انہیں منصوبوں میں لگے کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں۔ اور کچھ تھوڑا اگر وہ مکہ والوں کا جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا تھا وہ بھی مکہ سے ہجرت کر کے مختلف ممالک کی طرف چلے گئے۔ بعض نے حبشہ کے بادشاہ کی پناہ لی تھی اور بعض مکہ میں ہی رہے کیونکہ وہ سفر کرنے کے لئے زادِ راہ نہیں رکھتے تھے اور وہ بہت دُکھ دیئے گئے۔ قرآن شریف میں ان کا ذکر ہے کہ کیونکر وہ دن رات فریاد کرتے تھے۔

اور جب کفار قریش کا حد سے زیادہ ظلم بڑھ گیا اور انہوں نے غریب عورتوں اور یتیم بچوں کو قتل کرنا شروع کیا اور بعض عورتوں کو ایسی بے دردی سے مارا کہ اُن کی دونوں ٹانگیں دو رسّوں سے باندھ کر دو اونٹوں کے ساتھ وہ رسّے خوب جکڑ دیئے اور پھر ان اونٹوں کو دو مختلف جہات میں دوڑایا اور اس طرح وہ عورتیں دو ٹکڑے ہو کر مر گئیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۴۶۶-۴۶۷
پیغام صلح صفحہ ۲۷ تا ۲۹)

آنحضرت کے حالاتِ زندگی ایک نظر میں

استقلال :-

"اگر کوئی منصف اور عاقل...... حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ...... کے حالات پر ہی غور کرے تو بلا شبہ انہیں حالات پر غور کرنے سے اُن کے نبی صادق ہونے پر دل سے یقین کرے گا۔ اور کیونکر یقین نہ کرے وہ واقعات ہی ایسے کمال سچائی اور صفائی سے معطر ہیں کہ حق کے طالبوں کے دل بلا اختیار اُن کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ خیال کرنا چاہیئے کہ کس استقلال سے آنحضرت اپنے دعویٔ نبوت پر باوجود پیدا ہو جانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہو جانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اوّل سے اخیر دم تک ثابت اور قائم رہے۔ برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دُکھ اُٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم بھی نہیں گزرتا تھا بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے اور ایک بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیا اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بلا لیا۔ وطن سے نکالے گئے، قتل کے لئے تعاقب کئے گئے، گھر اور اسباب تباہ اور برباد ہوگیا۔ بارہا زہر دی گئی اور جو خیر خواہ تھے وہ بد خواہ بن گئے اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانہ دراز تک وہ تلخیاں اٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکار کا کام نہیں۔

سادگی :-

اور پھر جب مدتِ مدید کے بعد غلبہ اسلام کا ہُوا تو اُن دولت اور اقبال کے دنوں میں کوئی خزانہ اکٹھا نہ کیا، کوئی عمارت نہ بنائی، کوئی بارگاہ طیار نہ ہوئی، کوئی سامان شاہانہ عیش و عشرت کا تجویز نہ کیا گیا، کوئی اَور ذاتی نفع نہ اُٹھایا بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور مقروضوں کی خبرگیری میں خرچ ہوتا رہا اور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر نہ کھایا۔

صاف گوئی :-

اور پھر صاف گوئی اِس قدر کہ توحید کا وعظ کرکے سب قوموں اور سارے فرقوں اور تمام جہان کے لوگوں کو جو شرک میں ڈوبے ہوئے تھے مخالف بنا لیا جو اپنے اور خویش تھے اُن کو بُت پرستی سے منع کرکے سب سے پہلے دشمن بنایا۔ یہودیوں سے بھی بات بگاڑ لی کیونکہ اُن کو طرح طرح کی مخلوق پرستی اور پیر پرستی اور بد اعمالیوں سے روکا۔ حضرت مسیحؑ کی تکذیب اور توہین سے منع کیا جس سے اُن کا دل نہایت جل گیا اور سخت عداوت پر آمادہ ہو گئے اور ہر دم قتل کرنے کی گھات میں رہنے لگے۔ اسی طرح عیسائیوں کو بھی خفا کر دیا گیا۔ کیونکہ جیسا کہ اُن کا اعتقاد تھا حضرت عیسیٰؑ کو نہ خدا نہ خدا کا بیٹا قرار دیا اور نہ اُن کو پھانسی مل کر دوسروں کو بچانے والا تسلیم کیا۔ آتش پرست اور ستارہ پرست بھی ناراض ہو گئے کیونکہ اُن کو بھی اُن کے دیوتوں کی پرستش سے ممانعت کی گئی اور مدار نجات کا صرف توحید ٹھہرائی گئی۔ اب جائے انصاف ہے کہ کیا دنیا حاصل کرنے کی یہی تدبیر تھی کہ ہر ایک فرقہ کو ایسی ایسی صاف اور دل آزار باتیں سُنائی گئیں کہ جس سے سب نے مخالفت پر کمر باندھ لی اور سب کے دل ٹوٹ گئے اور قبل اس کے کہ اپنی کچھ ذرّہ بھی جمعیت بنی ہوتی یا کسی کا حملہ روکنے کے لیئے کچھ طاقت بہم پہنچ جاتی سب کی طبیعت کو ایسا اشتعال دیدیا کہ جس سے وہ خون کرنے کے پیاسے ہو گئے۔

..... واقعات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرتؐ اعلیٰ درجہ کے یکرنگ اور صاف باطن اور خدا کے لیئے جاں باز اور خلقت کے بیم و اُمید سے بالکل مُنہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دُکھ اور درد اُٹھانا ہوگا۔ بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کرکے اپنے مولیٰ کا حکم بجا لائے اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔

ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعات خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکل کرکے، کھُلا کھُلے شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں۔ پس ذرا ایمانداری سے سوچنا چاہیئے کہ یہ سب حالات کیسے آنحضرتؐ کے اندرونی صداقت پر دلالت کر رہے ہیں۔ ..... ان واقعات پر

نظر ڈالنے سے بلا اختیار یہ شہادت دل سے جوش مار کر نکلے گی کہ آنحضرتؐ ضرور خدا کی طرف سے سچے ہادی ہیں۔"
(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۰۸ تا ۱۱۴، روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ ایضاً)

ابوطالب کو آنحضرت کا تاریخی جواب

"جب یہ آیتیں اُتریں کہ مشرکین رجس ہیں، پلید ہیں، شرّ البریّہ ہیں، سفہاء ہیں اور ذرّیتِ شیطان ہیں، اور ان کے معبود وقود النار اور حصب جہنّم ہیں تو ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بُلا کر کہا کہ اے میرے بھتیجے اب تیری دشنام دہی سے قوم سخت مشتعل ہوگئی ہے اور قریب ہے کہ تجھ کو ہلاک کریں اور ساتھ ہی مجھ کو بھی۔ تُو نے ان کے عقلمندوں کو سفیہ قرار دیا اور ان کے بزرگوں کو شرّ البریّہ کہا اور ان کے قابلِ تعظیم معبودوں کا نام ہیزم جہنّم اور وقود النار رکھا اور عام طور پر ان سب کو رجس اور ذرّیتِ شیطان اور پلید ٹھہرایا۔ مَیں تجھے خیر خواہی کی راہ سے کہتا ہوں کہ اپنی زبان کو تھام اور دشنام دہی سے باز آجا ورنہ مَیں قوم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں کہا کہ اے چچا یہ دشنام دہی نہیں ہے بلکہ اظہارِ واقعہ ہے اور نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے اور یہی تو کام ہے جس کے لئے مَیں بھیجا گیا ہوں۔ اگر اس سے مجھے مرنا درپیش ہے تو مَیں بخوشی اپنے لئے اس موت کو قبول کرتا ہوں۔ میری زندگی اسی راہ میں وقف ہے۔ مَیں موت کے ڈر سے اظہارِ حق سے رُک نہیں سکتا۔ اور اے چچا اگر تجھے اپنی کمزوری اور اپنی تکلیف کا خیال ہے تو تُو مجھے پناہ میں رکھنے سے دستبردار ہو جا۔ بخدا مجھے تیری کچھ بھی حاجت نہیں۔ مَیں احکامِ الٰہی کے پہنچانے سے کبھی نہیں رُکوں گا۔ مجھے اپنے مولا کے احکام جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ بخدا اگر مَیں اس راہ میں مارا جاؤں تو چاہتا ہوں کہ پھر بار بار زندہ ہو کر ہمیشہ اسی راہ میں مرتا رہوں۔ یہ خوف کی جگہ نہیں بلکہ مجھے اس میں بے انتہاء لذت ہے کہ اُس کی راہ میں دُکھ اُٹھاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر کر رہے تھے اور چہرہ پر سچائی اور نورانیت سے بھری ہوئی رقت نمایاں ہو رہی تھی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر ختم کر چکے تو حق کی روشنی دیکھ کر بے اختیار ابو طالب کے آنسو جاری ہوگئے اور کہا کہ مَیں تیری اِس عالی حالت سے بے خبر تھا۔ تُو اَور ہی رنگ میں اَور ہی شان میں ہے جا اپنے کام میں لگا رہ۔ جب تک مَیں زندہ ہوں جہاں تک میری طاقت ہے مَیں تیرا ساتھ دوں گا۔"
(ازالہ اوہام صفحہ ۱۱۱، روحانی خزائن جلد سوم صفحہ ۱۱۱)

سادگی

"اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کے) کہ وہ صدہا مواقع میں اچھی طرح کُھل گئے اور امتحان کئے گئے اور ان کی صداقت آفتاب کی طرح روشن ہوگئی۔ اور جو اخلاق، کرم اور جود اور سخاوت اور ایثار اور فتوحات اور شجاعت اور زہد اور قناعت اور اعراض عن الدنیا کے متعلق تھے وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک میں ایسے روشن اور تاباں اور درخشاں ہوئے کہ مسیح کیا بلکہ دنیا میں آنحضرتؐ سے پہلے کوئی بھی ایسا نبی نہیں گزرا جس کے اخلاق ایسی وضاحتِ تامہ سے روشن ہوگئے ہوں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے بے شمار خزائن

کے دروازے آنحضرتؐ پر کھول دیئے۔ سو آنجنابؐ نے ان سب کو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور کسی نوع کی تن پروری میں ایک حبّہ بھی خرچ نہ ہوا۔ نہ کوئی عمارت بنائی نہ کوئی بارگاہ تیار ہوئی بلکہ ایک چھوٹے سے کچے کوٹھے میں جس کو غریب لوگوں کے کوٹھوں پر کچھ بھی ترجیح نہ تھی اپنی ساری عمر بسر کی۔ بدی کرنے والوں سے نیکی کر کے دکھلائے اور وہ جو دل آزار تھے اُن کو اُن کی مصیبت کے وقت اپنے مال سے خوشی پہنچائی۔ سونے کے لیے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کے لیے ایک چھوٹا سا جھونپڑا اور کھانے کے لیے نانِ جو یا فاقہ اختیار کیا۔ دنیا کی دولتیں بکثرت انکو دی گئیں پر آنحضرتؐ نے اپنے پاک ہاتھوں کو دنیا سے ذرا آلودہ نہ کیا اور ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار رکھا۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۷۸-۲۸۰ حاشیہ نمبر ۱۱ - روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ ۲۸۸-۲۹۰)

ہجرتِ مکّہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ معظمہ میں تیرہ ۱۳ برس تک سخت دل کافروں کے ہاتھ سے وہ مصیبتیں اُٹھائیں اور وہ دُکھ دیکھے کہ بجز ان برگزیدہ لوگوں کے جن کا خدا پر نہایت درجہ بھروسہ ہوتا ہے کوئی شخص ان دُکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اس مدت میں کئی عزیز صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت بے رحمی سے قتل کیئے گئے۔ اور بعض کو بار بار زد و کوب کر کے موت کے قریب کر دیا اور بعض دفعہ ظالموں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر پتھر چلائے کہ آپؐ سر سے پیر تک خون آلودہ ہو گئے اور آخر کار کافروں نے یہ منصوبہ سوچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اس مذہب کا فیصلہ ہی کر دیں۔ تب اس نیت سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ تم اس شہر سے نکل جاؤ۔ تب آپؐ اپنے ایک رفیق کے ساتھ جس کا نام ابوبکرؓ تھا نکل آئے اور خدا کا یہ معجزہ تھا کہ باوجودیکہ صدہا لوگوں نے محاصرہ کیا تھا مگر ایک شخص نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا۔ اور آپؐ شہر سے باہر آ گئے اور ایک پتھر پر کھڑے ہو کر مکّہ کو مخاطب کر کے کہا کہ

"اے مکّہ تو میرا پیارا شہر اور پیارا وطن
تھا اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں
ہرگز نہ نکلتا۔"

تب اس وقت بعض پہلے نوشتوں کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ "وہ نبی اپنے وطن سے نکالا جائے گا"۔ مگر پھر بھی کفار نے اسی قدر پر صبر نہ کیا اور تعاقب کر کے چاہا کہ بہرحال قتل کر دیں لیکن خدا نے اپنے نبیؐ کو اُن کے شر سے محفوظ رکھا اور آنجنابؐ پوشیدہ طور پر مکّہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف چلے آئے اور پھر بھی کفار اس تدبیر میں لگے رہے کہ مسلمانوں کو بکلی نیست و نابود کر دیں اور اگر خدا تعالیٰ کی حمایت اور نصرت نہ ہوتی تو اُن دنوں میں اسلام کا قلع قمع کرنا نہایت سہل تھا کیونکہ دشمن تو کئی لاکھ آدمی تھا مگر مکّہ سے ہجرت کرنے کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق ستّر سے زیادہ نہ تھے اور وہ متفرق ملکوں کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۴-۳۵)

خدا کی راہ میں قربانی

خدا کی راہ میں ہر ایک وقت اپنی جان ہتھیلی پر رکھتے

تھے۔ ایک مرتبہ ایک جنگ کے موقعہ پر آپ کی انگلی پر تلوار لگی اور خون جاری ہو گیا۔ تب آپ نے اپنی انگلی کو مخاطب کر کے کہا اے انگلی تو کیا چیز ہے صرف ایک انگلی ہے جو خدا کی راہ میں زخمی ہو گئی۔

(روحانی خزائن جلد ۲۳ صـ ۲۹۹)

مجھے اس دُنیا سے کیا کام

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے گھر میں گئے اور دیکھا کہ گھر میں کچھ اسباب نہیں اور آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور چٹائی کے نشان پیٹھ پر لگے ہیں۔ تب عمرؓ کو حال دیکھ کر رونا آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے عمر تو کیوں روتا ہے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ آپ کی تکالیف کو دیکھ کر مجھے رونا آ گیا۔ قیصر اور کسریٰ جو کافر ہیں آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور آپ اِن تکالیف میں بسر کرتے ہیں۔ تب آنجناب نے فرمایا کہ مجھے اِس دُنیا سے کیا کام۔ میری مثال اس سوار کی ہے کہ جو شدّتِ گرمی کے وقت ایک اونٹنی پر جا رہا ہے اور جب دوپہر کی شدت نے اس کو سخت تکلیف دی تو وہ اسی سواری کی حالت میں دم لینے کے لئے ایک درخت کے سایہ کے نیچے ٹھہر گیا اور پھر چند منٹ کے بعد اُسی گرمی میں اپنی راہ لی۔

(روحانی خزائن جلد ۲۲ صـ ۲۹۹-۳۰۰)

خسرو پرویز کا انجام

شاہِ ایران اور خسرو پرویز اور اس کے قتل کئے جانے کا واقعہ جو ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی بنا پر ظہور میں آیا تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط پہنچنے پر اس نے بہت غصہ ظاہر کیا اور حکم دیا کہ اس شخص کو گرفتار کر کے میرے پاس لانا چاہیئے۔ (خسرو پرویز کے وقت میں اکثر حصہ عرب کا پایہ تخت ایران کے ماتحت تھا۔ اور گو عرب کا ملک ایک ویرانہ سمجھ کر جس سے کچھ خراج حاصل نہیں ہو سکتا تھا چھوڑا گیا تھا مگر تاہم بگفتن وہ مُلک اسی سلطنت کے ممالکِ محروسہ میں سے شمار کیا جاتا تھا۔ لیکن سلطنت کی سیاست مدنی کا عرب پر کوئی دباؤ نہ تھا اور نہ وہ اس سلطنت کے سیاسی قانون کی حفاظت کے نیچے زندگی بسر کرتے تھے بلکہ آزاد تھے اور ایک جمہوری سلطنت کے رنگ میں ایک جماعت دوسروں پر امن اور عدل اپنی قوم میں قائم رکھنے کے لئے حکومت کرتی تھی جن میں سے بعض کی رائے کو سب سے زیادہ نفاذِ احکام میں عزت دی جاتی تھی اور ان کی ایک رائے کسی قدر جماعت کی رائے کے ہم پلّہ سمجھی جاتی تھی۔ سو بدقسمتی سے کسریٰ کو اس اشتعال کا یہ بھی باعث ہوُا کہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رعایا میں سے ایک شخص سمجھا لیکن اس معجزہ کے بعد جس کا ذکر متن میں کیا گیا ہے قطعی طور پر حکومت فارس کے تعلقات ملک عرب سے علیحدہ ہو گئے اسوقت تک کہ وہ تمام ملک اسلام کے قبضہ میں آ گیا) تب اس نے صوبہ یمن کے گورنر کے نام ایک تاکیدی پروانہ لکھا کہ وہ شخص جو مدینہ میں پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اس کو بلا توقف گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو۔ اس گورنر نے اِس خدمت کے لیئے اپنے فوجی افسروں میں سے دو مضبوط آدمی متعین کیئے کہ تا وہ کسریٰ کے اس حکم کو بجا لاویں۔ جب وہ مدینہ میں پہنچے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ظاہر کیا کہ ہمیں یہ حکم ہے کہ آپ کو گرفتار کر کے اپنے خداوند کسریٰ کے پاس حاضر کریں۔ تو آپ نے ان کی اِس بات کی کچھ پرواہ نہ کر کے فرمایا کہ میں اِس کا کل جواب دوں گا۔ دوسری صبح

(باقی صـ ۲۵ پر)

رَبِّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ

عشقِ حُسنِ ازل کے مقامات ہیں۔ پر مقامِ محمدؐ کی کیا بات ہے
عشق سے اُس کے تکمیلِ آدم ہوئی۔ وجہِ تخلیقِ ارض وسماوات ہے

کس طرح ہو بیاں شانِ خیرُ البشرؐ۔ دیکھنے میں بشر۔ کام فوقُ البشر
رنگ پا کر صفاتِ الٰہی سے وہ۔ حُسن واحساں میں آئینۂ ذات ہے

ہم کو نسبت ہی کیا شاہِ لولاکؐ سے۔ خاک در خاک کو عالمِ پاک سے
آئیں خوابوں میں وہ ایسی قسمت کہاں۔ ہاں خیالوں میں کچھ کچھ ملاقات ہے

بند ہے جن کی اپنے وطن میں اذاں۔ اُن کی تکبیر سے گونجتا ہے جہاں
صبحِ "نورُ الامیں" ہے اُفق پر عیاں۔ بس قفس ہے جہاں رات ہی رات ہے

وقت نزدیک ہے ہوگا شقّ القمر۔ ہوگی جمعیّتِ کفر پھر منتشر
ہوگا سب کچھ اچانک "کلمحِ البصر"۔ ایک زندہ نبیؐ کی کرامات ہے

لیلۃُ القدر میں گر ہو اذنِ دعا۔ بندۂ بے نوا کی ہے یہ التجا
رَبِّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ۔ بس یہی اِک دُعا آج کی رات ہے

یکم رمضان المبارک ۱۹۸۸ء

محمد وقیع الزمان خان

حضرت امام جماعت احمدیہ کا دورہ مشرقی افریقہ

۳؍ستمبر ۱۹۸۸ء کو حضور نے مجلس عاملہ یوگنڈا کے اجلاس میں عہدیداران کو بیش قیمت نصائح سے نوازا۔ ۱۱½ بجے حضور ایدہ اللہ یوگنڈا کے وزیراعظم سے ملاقات کے لیئے تشریف لے گئے۔ دوپہر کے کھانے پر وزیر اطلاعات نے حضور سے ملاقات کی۔ شام ۶½ بجے شیرٹن ہوٹل کمپالہ میں ایک استقبالیہ تقریب میں شرکت فرمائی۔ حضور نے فرمایا جو مذاہب انسانی ہمدردی نہیں رکھتے اور انسان کی خدمت نہیں کرتے ان کی سچائی مشکوک ہے ـــ حضور نے فرمایا اہل یوگنڈا بالعموم نیک طبیعت، خوش اخلاق اور ملنسار ہیں لیکن بدقسمتی سے وہ دو بیماریوں جھوٹ اور چوری ڈاکہ میں مبتلا ہیں۔ حضور نے فرمایا آپ لوگ یہ عزم کریں کہ ہم تلافیٔ مافات کریں گے اور ملک کی خوشحالی اور امن کے لیئے کام کریں گے۔ حضور نے فرمایا جماعت احمدیہ افریقہ کی خدمت کا عہد کر چکی ہے اور میری آواز پر ساری دنیا کے احمدی آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا میں تمام بنی نوع انسان کی ہمدردی اپنے دل میں رکھتا ہوں۔ حضور نے فرمایا اگر ہم خدا کی مخلوق کی خدمت نہیں کر سکتے تو خدا کی محبت کے دعویدار کس طرح ہو سکتے ہیں۔ بطور مذہبی لیڈر میرا یہ فرض ہے کہ میں لوگوں کی جسمانی اور روحانی ضروریات کا خیال رکھوں۔

۷؍ستمبر ۱۹۸۸ء کو حضور انور یوگنڈا سے کینیا کے لیئے روانہ ہوئے۔ جہاں ایک روز قیام کے بعد حضور دارالسلام تنزانیہ پہنچے۔ دارالسلام کے میئر، اپیل کورٹ کے جج امیر جماعت احمدیہ تنزانیہ اور دیگر احباب نے پُر زور نعرے بلند کر کے حضور کا استقبال کیا۔ ایئرپورٹ پر قریباً ایک ہزار افرادِ جماعت نے حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ حضور کا قیام کلمن جارو ہوٹل دارالسلام میں تھا۔ نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔

۹؍ستمبر کو حضور نے دارالسلام یونیورسٹی میں ایک لیکچر دیا۔ شام کو بیت الاحمدیہ میں مجلس عرفان ہوئی۔

۱۰؍ستمبر کو حضور نے ہوٹل میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ حضور نے فرمایا جب تک اخلاقی اقدار قائم نہیں کی جائیں حقیقی امن کے قیام میں کامیابی ممکن نہیں۔ نماز عصر کے بعد حضور نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد مجلس عرفان منعقد ہوئی۔ رات ۸½ بجے حضور کے اعزاز میں عشائیہ دیا گیا۔ جس میں معززین اور سرکردہ افراد نے شرکت کی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کے روح پرور خطبات

فرعون اگر توبہ نہ کرتا تو اُس کے جسم کا کوئی بھی نشان باقی نہ رہتا

ماریشس کی بیت الاحمدیہ میں ۲۳ ستمبر ۱۹۸۸ء کو سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا کہ ماریشس میں جس طرح احمدیت پر لبیک کہا ہے اس سے ماریشس کو ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ حضور نے فرمایا اس ملک کے وزیراعظم روزمرہ کے اخلاقی تقاضوں سے بڑھ کر دفتری ملاقات کے علاوہ ہمارے کھانے پر بھی تشریف لائے۔ کئی گھنٹے ہمارے ساتھ بیٹھے۔ حکومت کے پروٹوکول کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انہوں نے بڑی بے تکلفی اور بہادری سے جماعت کے متعلق ایسے ایسے خیالات کا اظہار کیا کہ مَیں حیرت سے ان کا مُنہ دیکھتا رہ گیا۔ ایک عام سیاسی لیڈر سے ایسی جرأت کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اہلِ ماریشس کے بارے میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو بات مَیں نے خصوصیت سے نوٹ کی وہ یہ تھی کہ علم نے ان میں شائستگی پیدا کی ہے۔ یہاں کے تعلیم یافتہ طبقہ میں صرف ظاہری تعلیم ہی نہیں بلکہ شائستگی بھی پائی جاتی ہے۔ یہاں کے اخبار نویسوں نے بھی اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا اور شائستگی کا ثبوت دیا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں کے مدبرین اور مفکرین سے ملاقات کے نتیجہ میں معلوم ہوا کہ سب سے اچھا تاثر اسماعیل منیر صاحب نے چھوڑا ہے۔ کوئی نہیں ملا جو اُن کے وقت میں تھا اور اُس نے محبت سے اُن کا ذکر نہ کیا ہو۔ عیسائیوں اور ہندوؤں نے بھی اُن کا ذکر کیا۔ سیاسی لیڈروں اور عدلیہ کے ججوں نے بھی ذکر کیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہر قسم کے ماحول میں کوشش کرتے رہے اور اچھے تاثرات چھوڑ گئے۔ اس لئے خصوصیت سے مولانا اسماعیل منیر صاحب کو دیگر مخلصین کے ساتھ یاد رکھنا چاہیئے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ہمارے اسیرانِ راہِ مولا میں ان کا بیٹا بھی شامل ہے۔ الیاس منیر واقفِ زندگی ہے۔ بہت نیک صفات، مخلص، وقت کے تقاضوں کو پورا کرنے والا نوجوان ہے۔ اُن میں

اخلاص، ایمان اور استقامت کی ایسی روشنی پائی جاتی ہے کہ اُن کے خطوط کو دیکھ کر انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے لگتا ہے کہ کس طرح ان کو زندہ ایمان بخش دیا ہے کہ جس کو موت کے خطرات کی کوئی پرواہ نہیں بلکہ مزید چمکتا اور دمکتا نظر آتا ہے۔

۳۰ستمبر ۱۹۸۸ء کو حضور نے دورۂ مشرقی افریقہ سے واپسی پر بیت الفضل لندن میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں حضور نے فرعون کے عبرتناک انجام کے نشان کا تذکرہ فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نشان تین زمانوں پر پھیلا پڑا ہے۔ اس سے خدا کا جلال، جمال اور جبروت ظاہر ہوتا ہے اور اپنے پیاروں کیلئے اللہ تعالیٰ کی نصرت کا پتہ چلتا ہے۔ اس نشان کو ۳۳ سو سال گزر چکے ہیں اور اس عرصہ میں تین بار اس نشان نے جلوہ دکھایا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو اس کے لشکر کے ساتھ غرق کیا۔ آخری وقت میں جب فرعون نے ایمان لانے کا ذکر کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم کو محفوظ رکھ کر دنیا کے لیے عبرت کا نشان بنا دیا۔ یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انیس سو سال پہلے کا ہے۔ اس اعتبار سے یہ نشان آنحضرتؐ کے وقت سے تعلق رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے جسم کو محفوظ رکھنے کا انکشاف فرمایا۔ پھر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وقت میں اس کی لاش کی دریافت ہوئی جبکہ تین ہزار سال یہ نعش گم رہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں ایسے ہی ایک نشان کی خبر بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ قوم موسیٰؑ کی بدھ کے روز فرعون سے نجات اور ایسے ہی واقعہ کا آخرین میں رونما ہونے کا ذکر فرمایا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کی جماعت کے ساتھ موسیٰؑ کا سا واقعہ پیش آئے گا۔ یہ اللہ کی ایک ایسی تقدیر تھی جس نے بہرحال دوبارہ ظاہر ہونا تھا۔ حضور نے فرمایا فرعون کی تاریخ کے بعض اور نشانات بھی ہیں اس میں نو نشانات کا ذکر ملتا ہے۔ بعید نہیں کہ وہ نشانات بھی اسی طرح کم و بیش شدّت کے ساتھ دوہرائے جائیں۔ حضور نے فرمایا دعا کریں کہ اگر تاریخ اپنے آپ کو دوہراتی ہے اور یہ سارے واقعات بھی دوہرائے جانے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس قوم سے نسبتاً بہتر سلوک ہو اور آنحضرتؐ کی اُمّت کو کم سے کم تکلیفیں پہنچیں اور وہ زیادہ سے زیادہ ہدایت پائے۔

۷ر اکتوبر کو حضور نے بیت الفضل لندن میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا کہ فرعون کے نشان کے ضمن میں یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ خدا نے جہاں فرعون سے اُس کے جسم کو نجات دینے کا وعدہ کیا وہیں اس کے برعکس یہ بھی خدائی کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر وہ توبہ نہ کرتا تو اس کے جسم کا کوئی نشان بھی باقی نہ رہتا اور وہ وجود کے مٹ جانے کے ذریعہ عبرت کا نشان بن جاتا۔

اِس ضمن میں دوسرے نشان کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ کے وقت میں سامری کے فتنہ کے نتیجہ میں ایک بچھڑے کو خدا بنایا گیا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دور میں جب لیکھرام سے اُس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بدزبانی کی وجہ سے مقابلہ ہوا تو اُس کا انجام

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو سامری کے بچھڑے جیسا دکھایا گیا۔ پس اگرچہ یہ نشان حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے زمانے میں ظاہر ہوا لیکن اس کا آغاز حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں ہی ہو چکا تھا حضور نے فرمایا کہ لیکھرام کے نشان کی میعاد اگرچہ چھ سال مقرر کی گئی لیکن درحقیقت اس بارے میں پہلا الہام حضرت بانیٔ سلسلہ کو جب ہوا تو اس کے ٹھیک گیارہ سال بعد لیکھرام کی ہلاکت ہوئی۔ اس الہام میں یہ بھی اشارہ تھا کہ اس قسم کا ایک اور واقعہ بھی رونما ہونے والا ہے۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو لیکھرام اور ایک اور شخص کی سزا دہی پر مامور شخص دکھایا گیا تھا۔ حضور نے اس نشان کے بارے میں فرمایا کہ فرعون اور لیکھرام دونوں کو اپنی اپنی ہلاکت کے بعد غیر معمولی شان و شوکت نصیب ہوئی۔ مگر ان میں بنیادی فرق یہ تھا کہ فرعون کی لاش اس کی توبہ کی وجہ سے محفوظ رکھی گئی جبکہ لیکھرام کی لاش محفوظ نہیں رکھی گئی بلکہ اس کے انجام کو گوسالہ سامری کے انجام سے مشابہ قرار دے کر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو آگاہ کیا گیا چنانچہ لیکھرام کی لاش کو جلا کر اس کی راکھ کو دریا میں بہا دیا گیا اور بعینہٖ یہی سلوک سامری کے بچھڑے سے ہوا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں گوسالہ بنانے جیسے تکلیف دہ واقعات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیئے اور جماعت کا وہ طبقہ جو دنیا کی طرف سے آرام میں ہے اسے ہمیشہ اپنے دل کا تجزیہ کرنا چاہیئے کہ وہ دنیا کی دولتوں اور جاہ و حشمت سے متاثر تو نہیں ہو گیا اور دنیا کی دولتیں اس کے لئے بت تو نہیں بن گئیں۔ حضور نے فرمایا خدا کی قدرت کے اظہار کے نتیجہ میں حمد و شکر کا مقام تو ہے لیکن اس رنگ میں باتیں نہ کریں جس سے کسی کی دلآزاری ہو۔

یہ سب نشاں ہے جس سے دیں اب تلک ہے زندہ
اے گرنے والو دوڑو دیں کا عصا یہی ہے
لیکھو کی بدزبانی کارد ہوئی تھی اس پر
پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے
اپنے کیے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے
جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا
گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے
اس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے

(درثمین)

صدرِ مجلس محترم محمود احمد صاحب کا سہ برِّ اعظمی دورہ ۱۹۸۷ء

یادگار اور پُر لطف لمحات کی فکر انگیز رُوداد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ محترم محمود احمد صاحب نے گذشتہ سال ۱۱؍جون سے ۱۱؍اکتوبر ۱۹۸۷ء تک یورپ، امریکہ اور مغربی افریقہ کے ممالک ہالینڈ، بیلجیم، مغربی جرمنی، برطانیہ، امریکہ، گیمبیا، سینیگال، سیرالیون، آئیوری کوسٹ، لائبیریا اور گھانا کا دورہ فرمایا۔ کسی صدرِ مجلس کا اِن ممالک کا یہ پہلا دورہ تھا جو تین برِّ اعظموں پر محیط تھا۔ اس دَورے کی تفاصیل اور اہم مباحث پر گفتگو صدرِ محترم پر قرض تھی۔ مختلف مرحلوں پر یہ گفتگو ملتوی ہوتی رہی۔ آخر صدرِ محترم نے ادارۂ خالد کا قرض چکانے کا فیصلہ فرمایا اور ایک شام ایڈیٹر خالد اور نائب ایڈیٹر مکرم مرزا خلیل احمد صاحب قمر کو یاد فرمایا اور بڑی تفصیل سے دَورے کی اہم باتیں بیان فرمائیں۔ اس میں بہت سی فکر انگیز باتیں بھی ہیں اور بہت سے لُطف اندوز ہونے کے لمحات بھی۔ ان میں روحانی لذت بھی ہے اور فکر کی گہرائی بھی۔ غرضیکہ یہ انٹرویو ایک یادگار ہے سہ برِّ اعظمی دَورے کی بھی اور صدرِ مجلس محترم محمود احمد صاحب کی بھی!

(ایڈیٹر)

بنیادی مقصد

ہمارا پہلا سوال یہ تھا کہ جناب صدر یہ بیان فرمائیں کہ آپ کے اِس دَورے کا بنیادی مقصد کیا تھا؟

صدرِ محترم نے نہایت اطمینان اور تسلّی سے گفتگو کا آغاز فرماتے ہوئے کہا کہ میرے دَورے کا مقصد یہ تھا کہ مجلس خدام الاحمدیہ کو تنظیمی لحاظ سے مضبوط کیا جائے۔ پاکستان سے باہر کے ممالک میں تنظیمی کام اس لئے نہیں ہو سکا تھا کہ ان ممالک کا دَورہ عموماً نہیں ہوتا جبکہ اندرونِ ملک ہم بار بار دَورے کرتے رہتے ہیں۔ باہر کے ممالک کو بہت سی باتیں بتانے کی ضرورت ہے اور اس میں اِس لحاظ سے خاصی کمی ہے کہ اہم باتیں ان کو بتائی نہیں جا سکیں۔ جو لوگ مرکز سے دَورہ پر جاتے ہیں اُن کو اَور بہت سے کام کرنے ہوتے ہیں ان کو اِتنا وقت نہیں ملتا کہ وہ ذیلی تنظیموں کی طرف توجہ دے سکیں۔ اور بہت سے ایسے امور جو بظاہر بہت معمولی ہوتے ہیں لیکن ہم یہاں وہ باتیں کر چکے ہوتے ہیں جبکہ ان ممالک کے لئے چھوٹی چھوٹی باتیں بھی نئی ہوتی ہیں اور وہ ان کو اختیار کر سکتے ہیں لیکن عدمِ علم کی وجہ سے نہیں کر پاتے۔

ان ملکوں میں عام تاثر یہ ہے کہ جماعتی امور سارے

مربی سلسلہ نے انجام دینے ہیں۔ ان کی یہ غلط فہمی دُور کرنے کے لئے ان کو بتایا گیا کہ سارے کام مربی نہیں کر سکتا اس کیلئے ضروری ہے کہ نوجوانوں کو تیار کیا جائے۔ آپ نوجوان خود اسکے ذمّہ دار ہیں آپ جماعتی ذمّہ داریوں کا بوجھ اُٹھانے کے لئے خود آگے آئیں۔

تنظیمی معلومات کی کمی

ہم نے سوال کیا کہ کیا یہ بات اُن لوگوں کے لئے نئی تھی؟

صدر صاحب نے جواب دیا بالکل نئی بات تھی کہ ہم بھی یہ کام کر سکتے ہیں۔ تو جہاں جہاں کام میں کمی تھی وہ اکثر اسی وجہ سے تھی چنانچہ ان کو بتایا گیا تو اب انشاء اللہ اس لحاظ سے آہستہ آہستہ یہ کمی دُور ہو گی۔ مثلاً عہدیداروں کے فرائض کے بارے میں علم کی خاصی کمی ہے ان کو ان کے مختلف شعبوں کے بارے میں معلومات دی گئیں اور انہیں بتایا گیا کہ اپنے اپنے شعبوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ اِس ضمن میں یہ بھی بات ہے کہ تنظیمی امور کے بارے میں انگریزی میں لٹریچر کی کمی ہے۔ ہمارے ہاں بھی تنظیمی امور کے بارے میں تو شاید زیادہ لٹریچر موجود نہیں ہے لیکن یہاں پر عملی نمونہ موجود ہے اور روایات ہیں جو سینہ بسینہ چلتی ہیں۔ اِس خلاء کو پُر کرنے کے لئے ائمہ جماعت کے بیرونی ممالک کے دَورے بھی بہت مفید ثابت ہوتے ہیں اور ان دَوروں کی بڑی برکت ہے اور ہمارا دَورہ بھی امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کے دَوروں کا نتیجہ تھا خصوصاً مغربی افریقہ کے ممالک کا دَورہ تو حضور ہی کے ارشاد کا مرہونِ منّت تھا کیونکہ جب میرے دَورے کا پروگرام بنایا گیا تو خیال تھا کہ یورپ کے علاوہ امریکہ تک ہو آؤں گا لیکن حضور نے فرمایا کہ مغربی افریقہ کے ممالک کا دَورہ بھی ضرور کروں۔

ماضی میں تو جماعت کے پاس اِتنے وسائل بھی نہیں تھے کہ مرکزی عہدیدار دَوروں پر جاسکیں اب چونکہ خدا کے فضل سے وسائل مہیّا ہونے لگ گئے ہیں تو دَوروں کا خیال بھی پیدا ہؤا ہے اور دَورے ہونے بھی لگ گئے ہیں اور اب اِس لئے بھی اِن دَوروں کی ضرورت محسوس ہونے لگ گئی ہے کہ حضرت امام جماعتِ احمدیہ جب کسی ملک کے دَورے پر جاتے ہیں تو وہاں جاکر ہر بات کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ ذیلی تنظیموں کے بارے میں بھی سوال فرماتے ہیں اِس لئے اب اِن تنظیموں کو مضبوط کرنے کی ضرورت بھی محسوس ہونی شروع ہوگئی ہے۔

بیرونی دَورے ہوتے رہنے چاہئیں

ہم نے سوال کیا کہ کیا آپکے خیال میں آپ کے اِس دَورے کے علاوہ اَور دَورے بھی اِس ضمن میں ہونے چاہئیں؟

صدر صاحب نے فرمایا اَور بھی دَورے ہونے چاہئیں اور اِس کی بڑی ضرورت ہے۔ یورپ کی حد تک تو یہ بات ہے کہ گذشتہ چند سال سے لندن کے جلسہ میں حضور کی شرکت کی وجہ سے نمائندگان آتے جاتے رہتے ہیں۔ وہ کئی باتیں دیکھتے ہیں مختلف اجلاسات میں شمولیت کی وجہ سے ان کے علم میں اضافہ ہوتا رہتا ہے لیکن افریقہ میں تو یہ صورت نہیں ہے۔ وہاں سے تو بہت ہی کم لوگ آسکتے ہیں۔

ہم نے سوال کیا کہ کیا اِس سلسلہ میں مہتممین مرکزیہ کو بھی دَوروں پر بھیجا جانا چاہیئے؟

صدر صاحب نے جواب دیا کہ اِس سال مہتمم مجالسِ بیرون (صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب) جلسہ سالانہ لندن پر گئے ہیں اِس کے علاوہ وہ جرمنی اور ہالینڈ بھی گئے ہیں۔ وسائل کو مدّنظر رکھتے ہوئے دَورے کا پروگرام بن سکتا ہے۔ جوں جوں

ہم دَوروں کے اخراجات برداشت کرنے کے قابل ہوتے جائیں گے یہ دَورے ہونے چاہئیں اور ان ممالک کے لوگوں کو مرکزی نمائندگان کے دَوروں سے فیضیاب کرنا چاہیئے۔

کس ملک کا دَورہ یادگار رہا؟

ہم نے سوال کیا کہ صدر صاحب یہ فرمائیں کہ کس ملک کا دَورہ آپ کے لئے یادگار رہا؟

صدر صاحب نے فرمایا کہ مختلف ملکوں کا تاثر علیحدہ علیحدہ ہے تاہم گیمبیا کا دَورہ اِس لحاظ سے یادگار رہا کہ وہاں کی جماعت کی مجموعی کارکردگی اللہ کے فضل سے بہت اچھی ہے۔ اس میں مربّیانِ سلسلہ کی اَن تھک محنت بھی شامل ہے اور سب عہدیداران نے مِل جُل کر کام کا بڑا اچھا قابلِ تعریف معیار قائم کیا ہے حالانکہ افریقہ کے بعض دیگر ممالک کی نسبت سے گیمبیا کی جماعت اتنی پُرانی نہیں جبکہ گھانا، سیرالیون وغیرہ کی جماعتیں بہت پہلے سے قائم ہیں۔ جماعتی لحاظ سے بھی پُرانی ہیں اور خدام الاحمدیہ کے قیام کے لحاظ سے بھی پُرانی ہیں۔ گیمبیا میں جس حد تک بھی کسی عہدیدار کو کام کرنے کا موقع ملا ہے انہوں نے خود کو مرکز کا نمائندہ سمجھتے ہوئے کام میں جان ڈال دی ہے۔

جہاں تک افراد کے مجموعی کردار کا تعلق ہے گھانا کا خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع اِس لئے یادگار تھا کہ ان کا نظم وضبط غیر معمولی تھا۔ ان کا اپنا یونیفارم ہے جو بہت اچھا لگتا ہے۔ ہر ریجن (صوبہ) کے خدام کوئی نہ کوئی دعائیہ اشعار گاتے آتے تھے۔ یہ طریق نہایت پُر اثر ہوتا تھا۔ وہاں کے اجتماع میں کھانے پینے کا طریق بہت سادہ اور آسان ہے۔ وہ شاید دو ہی وقت کھاتے ہیں۔ جب مَیں نے ایک قائد سے پوچھا کہ اسکی کیا وجہ ہے تو انہوں نے بڑی اچھی بات کہی۔ انہوں نے کہا کہ دو ہی دن کا اجتماع ہے اگر اس میں قیمتی وقت کھانے پینے پر ہی لگا دیں تو دینی باتوں کے لئے کم وقت رہ جائے گا۔ اِس اجتماع کی خصوصیت یہ بھی تھی کہ اِس میں ریجنل منسٹر نے خطاب کیا۔ انہوں نے اجتماع کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کیا اور وہ اِس بات پر بھی ممنون تھے کہ ان کو بلایا گیا ہے۔ ان کے علاوہ سپورٹس منسٹر کے نمائندہ بھی اور ایک اَور منسٹر کے نمائندہ بھی موجود تھے۔

خاص کارکنان کا ذکر

"جناب صدر! اِس دَورے کے دَوران جن خاص کارکنان نے آپ کو متاثر کیا ان کے بارے میں بتائیں"

صدر صاحب نے فرمایا جماعتی لحاظ سے بھی اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے لحاظ سے بھی جہاں جہاں مرکزی مربّیان متعین ہیں ان کی کارکردگی بہت اہم ہے اور وہ تمام لوگ اپنے فرائض دلچسپی سے ادا کرتے ہیں۔

تاہم انفرادی طور پر جن لوگوں نے مجھے متاثر کیا ان میں سیرالیون کے قائد مجلس خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اسکے علاوہ ان کے معتمد صاحب دونوں کا مجھ پر بہت اچھا اثر ہے۔ قائد صاحب بہت سُلجھے ہوئے آدمی ہیں۔ میرا دَورہ تو مختصر تھا لیکن مشنری انچارج کا کہنا تھا کہ ان کو جس طریق میں ڈھالو یہ ڈھل جاتے ہیں اور اس میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ یہ ایک مشکل ہے کہ ان کو جماعتی روایات کا پورا علم نہیں ہے اس کے باوجود ان کو جب بتایا جائے تو فوراً اس کے مطابق عمل شروع کر دیتے ہیں۔ ان کے معتمد صاحب کا بھی یہی حال تھا کہ ایک دفعہ ان کو پتہ لگ جائے کہ ان کا طریق ٹھیک نہیں اور مرکز یہ چاہتا ہے تو فوراً نئے طریق پر قربان ہونے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔

اِسی طرح لائبیریا کے قائد صاحب کا مجھ پر بڑا اچھا اثر تھا۔ وہ نائیجیریا سے تعلق رکھتے ہیں اور میڈیکل اسٹوڈنٹ ہیں۔ ان کی تربیت مکرم حیدر علی ظفر صاحب مربّی سلسلہ نے کی ہے

وہ بہت حد تک مرکزی طریق کار کی پیروی کرنے میں کامیاب ہیں۔ گھانا میں چونکہ احمدیوں کی تعداد بھی زیادہ ہے اور ورکر بھی بہت ہیں اور اس لئے ان میں جوش و خروش بھی بہت ہے۔ بہت حد تک ان کی ٹریننگ بھی ہوئی ہوئی ہے۔ سابق قائدین بھی خدا کے فضل سے تربیت یافتہ تھے اور اب جو گروپ کام کر رہا ہے وہ بھی بہت جذبہ رکھنے والا ہے جس جس حد تک ان کو مرکزی امور کے بارے میں بتایا گیا اس حد تک وہ کمی نہیں رہنے دیتے۔

گھانا کے بارے میں صدر صاحب نے ایک یادگار بات یہ بتائی کہ انہوں نے کلمہ پر گھنٹہ گھنٹہ کی نظم کہی۔ یہ انہوں نے اپنی ہی زبان میں کہی ہوئی تھی اور قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ کے اس رؤیا کو بنیاد بنا کر جس میں حضور نے دیکھا تھا کہ تمام دنیا ان کے ساتھ کلمہ کا ورد کر رہی ہے، وہاں کے ایک مقامی خادم بخاری صاحب نامی نے ایک نظم پڑھی۔ بخاری صاحب کے نام سے یہ نہ سمجھیں کہ وہ پاکستانی یا ہندوستانی ہیں بلکہ یہ گھانا کے مقامی باشندے ہیں۔ یہ خود بھی ماشاء اللہ بڑے لمبے تڑنگے ہیں انہوں نے جو نظم پڑھی وہ بھی بڑی طویل تھی۔ وہ ایک ایک چیز کا نام لے کر ذکر کرتے کہ وہ کلمہ طیبہ پڑھ رہی ہے۔ پودے، پرندے، افراد، سمندر کی لہریں، سمندر کی مچھلیاں، چاند، سورج، جانور، انسان مرد عورتیں بچے سب کے سب ایک لمبی فہرست انہوں نے بنا لی تھی سب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس نظم کے ذریعے بہت جوش پیدا کیا جو بہت بھلا لگتا تھا۔

اس کے علاوہ امریکہ میں ملواکی مشن۔ وہاں کے تقریباً تمام خدام نو احمدی ہیں جن کو وہاں کی اصطلاح میں برادر (بھائی) کہا جاتا ہے۔ میرا تاثر یہ تھا کہ یہ سب فرشتہ سیرت انسان ہیں۔ ان کے ریجنل قائد نصر اللہ احمد صاحب بڑے ہی مخلص اور بزرگ انسان ہیں۔ ان کی حالت یہ تھی کہ جیسے کسی انتہائی عاجز اور فرمانبردار شخص کی ہوتی ہے۔ وہ ڈرائیور ہیں مگر جمعہ کی نماز کبھی نہیں چھوڑتے۔ مجھ پر ان کا اس لحاظ سے خاص اثر تھا کہ وہ ہر بات انتہائی عاجزی، انکساری اور تعظیم سے کرتے تھے۔ اس کا انداز دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے گویا صدیوں سے احمدی ہے۔ وہاں کی مجلس میں ہر ہفتہ کی رات کو خدام اکٹھے ہو کر نماز تہجد پڑھتے ہیں۔

پاکستانی مجالس کیلئے مشعلِ راہ

صدر صاحب یہ فرمائیں کہ اس دورے کے دوران آپ نے ایسی کوئی بات بھی دیکھی جو ہماری پاکستانی مجالس کے لئے مشعلِ راہ ہو؟

صدر محترم بلا تامل بولے گھانا کے خدام کا ڈسپلن بہرحال ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ کوئی شور نہیں۔ پھر حاضر بیٹھے رہنا سارے خدام کا ہمارے لئے تو یہ بات بڑی حیران کن تھی کیونکہ ہمیں پتہ ہے کہ خدام کو ایک جگہ اور خاموش بٹھائے رکھنے میں کس قدر جدّ و جہد کرنی پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں میں تقریر کی خوب صلاحیتیں ہیں۔ فی البدیہہ تقریر کی بڑی صلاحیت ہے۔

ان کا امام جماعت سے عشق بھی بہت نمایاں ہے عشق ہم بھی رکھتے ہیں لیکن ہم نے تو پیدا ہوتے ہی امامِ جماعت کو دیکھا ہے بار بار دیکھا ہے۔ تقاریر سُنی ہیں۔ ہمارے لئے امام جماعت کا عشق پیدا ہو جانا ایک فطری سی بات ہے مگر وہاں پر اُن دیکھے کا جو عشق ہے وہ بے نظیر ہے۔ وہ حضرت صاحب کے لئے "ماسٹر خلیفہ" کا لفظ استعمال کرتے ہیں یعنی میرا آقا خلیفہ۔ ایک دفعہ ان کو پتہ چل جائے کہ ماسٹر

خلیفہ کی طرف سے کوئی حکم آیا ہے پھر ان کا والہانہ لبّیک دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔

سب سے زیادہ روحانی لذّت کہاں محسوس ہوئی؟

صدر صاحب یہ فرمائیں کہ اِس تین بڑِ اعظمی دَورے میں سب سے زیادہ روحانی لذّت آپ نے کِس جگہ محسوس کی اور کیوں؟

صدر صاحب نے فوراً کہا۔ افریقہ۔ اِس کی وجہ جو بھی ہے۔ شاید اِس لئے کہ وہاں کے لوگوں کو یورپ کی نسبت زیادہ وقت ملتا ہے۔ لیکن جو بھی وجہ ہے ان کا کام اس طرح کا ہے کہ اس کو دیکھ کر اور ان لوگوں سے مِل کر ایک روحانی لذّت اور کیف کا احساس ہوتا ہے۔ مَیں اِس تاثر کو صحیح طور پر الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ ان لوگوں کو دیکھ کر بے اختیار دل سے خدا کی حمد نکلتی ہے اس کا شکر ادا کرنے کو دل بار بار مچلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ممالک میں احمدیت کو کِس طرح پھیلا دیا ہے۔ ان کو دیکھ کر دل کو ایک سکون ملتا ہے۔

ہمارے ملک میں جو ایک بات ہے کہ ہم لوگ احمدی ہونے کے ناطے سے ایک دوسرے سے محبّت کی لڑی میں منسلک ہوتے ہیں۔ اِس جذبہ کا اظہار افریقہ میں بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ وہ آئیں گے جلسے اور تقاریر سُنیں گے اور اِس بات پر خوشی کا اظہار کریں گے کہ سب احمدی جمع ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں بھی ایسے جذبات تو موجود ہیں لیکن اس کی وجہ ایک تو یہ بھی ہے کہ وہاں پر بیشتر احمدی پاک و ہند کے علاقوں کے ہی ہیں۔ ان کا مرکز سے رابطہ خط و کتابت اور ملاقاتوں کی شکل میں زیادہ ہوتا رہتا ہے اس لحاظ سے ان کا ذاتی اور جماعتی تعلق مضبوط رہتا ہے لیکن افریقہ میں تو محض مربّیان ہی کی آمد و رفت رہتی ہے اور مرکز سے تعلق قائم کرنے والے یہی لوگ ہیں۔ اِس لحاظ سے ان میں احمدی ہونے کی خوشی کا جذبہ زیادہ قابلِ قدر ہے۔

امریکہ میں مَیں جتنے بھی برادرز سے ملا ہوں ان کی اکثریت نے ربوہ کا دَورہ کیا ہوا ہے۔ اس کے مقابلے میں افریقہ سے تو محض چند آدمی مرکز سِلسلہ آئے ہیں۔

یورپ کے مقامی احمدیوں کا اِخلاص

صدر صاحب سے ہمارا اگلا سوال یہ تھا کہ یورپ کے ملکوں میں جو مقامی احمدی موجود ہیں ان کے بارے میں آپ نے کیا تاثر حاصل کیا؟

صدر صاحب نے کہا کہ اِس ضمن میں ڈینش احمدی قابلِ ذکر ہیں۔ یہ بڑے مخلص لوگ ہیں۔ یورپ کے اور خصوصاً سکنڈے نیویا ممالک کے مادہ پرست ماحول میں انہوں نے احمدیت کو قبول کیا اور پھر جماعتی روایات کو اختیار کیا اور بڑے استقلال سے انہیں نبھایا۔ یہاں کے حساب میں تو یہ بات اتنی بڑی نہیں لگتی لیکن یورپ کے ماحول میں رہ کر یہ اندازہ لگایا جائے تو بہت بڑی قربانی ہے جو اِن نَو احمدیوں نے دی ہے۔ کمال کرو صاحب ہیں قائد رہے ہیں بڑی دعوتِ اِلیٰ اللہ کرتے ہیں۔ ابراہیم لوم ہالٹ ہیں بڑے صحیح اور مخلص احمدی ہیں۔ پھر انگلستان میں نَو احمدی انگریز ہیں یہ سارے لوگ غیر معمولی خدمت کر رہے ہیں۔ جرمنی میں ملک مظفر صاحب کی جرمن احمدی بیگم ہیں۔ لاہور کے نعیم صاحب ہیں ان کی جرمن بیوی جن کا نام شمائلہ ہے اس نے تو اُردو بھی سیکھ لی ہے اور ایسی روانی سے اُردو بولتی ہیں کہ پتہ ہی نہیں لگتا کہ یہ جرمن ہیں یا پاکستانی ہیں۔ وہ یہاں ربوہ بھی آ چکی ہیں ایک تقریب میں عورتوں نے ان کو اُردو سے انجان سمجھ کر بعض ہنسی مذاق کے رنگ میں باتیں کیں تو وہ بڑے اطمینان

سے اُردو میں بولیں کہ ایسی طنز و مزاح کی باتیں تو ہوتی رہتی ہیں۔

جرمنی کے پاکستانی نوجوانوں کی حیران کن کارکردگی

یورپ اور امریکہ میں مقامی احمدیوں کے علاوہ اِس دَورے میں مجھ پر جرمنی میں موجود پاکستانی نوجوان احمدی لڑکوں نے بہت اچھا اثر ڈالا۔ اِس لحاظ سے کہ ان میں سے اکثر وہ لڑکے ہیں جو عمر کے اس حصّے میں ہیں جب خالص دینی دلچسپیوں کی طرف توجہ کم ہوتی ہے لیکن ان نوعمر نوجوانوں نے جماعتی محبّت کا ایسا اچھا نمونہ دکھایا ہے کہ جہاں بھی گئے ہیں وہاں جماعت قائم کی ہے۔ جرمنی میں اِس وقت خدام الاحمدیہ کی مجالس کی تعداد سوا سَو کے لگ بھگ ہے۔ انہوں نے تنظیمیں قائم کی ہیں۔ چندوں کی ادائیگی کا نظام جاری کیا ہے۔ جو معمولی گذارہ ان کو ملتا ہے اس میں سے بچتیں کر کر کے مالی قربانی کے مظاہرے کئے ہیں۔ اِس طرح سے انہوں نے جرمنی کی جماعت کو مالی لحاظ سے سارے یورپ کو مضبوط ترین جماعت بنا دیا ہے۔ ان خدام نے تربیت کے معیار بھی قائم کئے ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں اگر چند ایک نے کمزوری بھی دکھائی ہے تو ایسی بڑی بات نہیں۔ جس عمر اور ٹائپ کے لڑکے یہاں سے گئے ہیں انکو سامنے رکھا جائے تو ان کی کارکردگی بہت قابلِ تعریف قرار پاتی ہے۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ ان نوجوانوں کی تربیت کرنے والے اکثر و بیشتر نوجوان ہی ہیں۔

امریکہ کی جماعت نے اب خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت صاحب کی خصوصی توجہ کی وجہ سے بڑی نمایاں ترقی کی ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے چندوں میں سات آٹھ گنا اضافہ ہو چکا ہے۔

اِس ضمن میں قابلِ غور بات یہ ہے کہ حضور ہر جماعت سے مسلسل رابطہ رکھتے ہیں اور پھر FOLLOW UP ایسا کرتے ہیں کہ آج ایک بات کہی کل پھر اُس کے بارے میں پوچھا ہفتہ دس دن کے بعد پھر توجہ دلائی۔ چند ہفتوں کے وقفے سے پھر پوچھا۔ غرضیکہ اِس ہمّت اور استقامت سے حضور مسلسل پیچھا کرتے ہیں کہ کسی کو جائے فرار نہیں رہتی۔ یہ کام بہت ہی مشکل ہے اور سچی بات ہے کہ ہم سے یہ کام نہیں ہوتا۔ دیکھیں دعوتِ اِلی اللہ کو پکڑا ہوا ہے۔ مسلسل تلقین اور توجہ کئی سال سے جاری ہے اور مسلسل کر رہے ہیں۔ ذاتی توجہ ہر اہم مسئلے کی طرف دینا یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ حضور کے اِس طرزِ عمل نے جماعت کو بڑا اُٹھایا ہے اور کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ ہماری جماعت کی وسعت دیکھیں ۱۱۷ ممالک میں جماعت قائم ہے ایک انسان کے لئے اتنی بڑی جماعت کی مسلسل تعلیم و تربیت اور رہنمائی بہت معنی رکھتا ہے۔

حضور جب کسی جماعت کو پیغام بھیجتے ہیں تو محض رسمی پیغام پر اکتفا نہیں کرتے جہاں بھی پیغام بھیجا ہے ہمیشہ چند خاص خاص باتوں کی طرف متوجہ کیا ہے کہ یہ کام کرنے ہیں۔ مثلاً سکنڈے نیوین ممالک میں سے ناروے کی حضور نے ستائش فرمائی ہے کہ یہ ملک باقی دو ملکوں (ڈنمارک، سویڈن) کی نسبت جماعتی ترقی کے اعتبار سے آگے نکل گیا ہے۔ اِس بات کو حضور نے واضح کیا ہے پھر ناروے والوں کی دعوتِ اِلی اللہ کی مثالیں دی ہیں۔

ناروے کی خوش قسمتی یہ ہے کہ یہاں پاکستان کے ستائے احمدی پہنچے ہیں خصوصاً زرتشت منیر صاحب، خواجہ عبدالمومن صاحب، رانا قدیر صاحب وغیرہ۔ یہ یہاں کے ٹرینڈ ورکر تھے وہاں جاکر بھی اِن لوگوں نے خدمتِ دین کا

کام نمایاں طور پر کیا ان کی وجہ سے بھی جماعت ناروے کو ترقی حاصل ہوئی ہے۔

ناروے میں بڑی عمر کے سنجیدہ طبع لوگ پہنچے ہیں جنہوں نے کام کیا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں جرمنی میں سارے کا سارا کام نوعمر لڑکوں نے کیا ہے اور وہ لوگ اس ضمن میں بجا طور پر تعریف و توصیف کے مستحق ہیں۔

یورپ کے احمدیوں کی مشکلات کا حل

یورپ کا ذکر ہو رہا تھا تو ہم نے سوال کیا کہ یورپ میں جماعت احمدیہ کے افراد کو کن کن مشکلات کا سامنا ہے اور ان کو کیسے دُور کیا جا سکتا ہے؟

صدر صاحب نے فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ حقیقی طور پر دِقتیں موجود ہیں۔ جتنی زیادہ کوشش کریں گے یہ مشکلات کم ہوتی جائیں گی لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس کے لئے کام بہت کرنا پڑتا ہے۔ یورپ کے لوگ مصروف بہت ہوتے ہیں وہاں کام کے اوقات بھی زیادہ ہیں اور ترقی یافتہ ملکوں کی مصروفیات کے لحاظ سے ان کے کام بھی زیادہ ہیں۔ اگرچہ جدید دَور کی آسائشیں حاصل ہونے کی وجہ سے کام میں بعض آسانیاں بھی موجود ہیں اِس لحاظ سے ان کی کمی پوری ہو سکتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اتوار کے سوا ان کو چھٹی نہیں ملتی اس لئے وہ زیادہ وقت نہیں دے سکتے۔ ان کے بارے میں میرا تاثر یہ ہے کہ ان کو جماعتی معاملات کو زیادہ ترقی دینی چاہیئے۔ جمعہ کے لئے وقت نکالنا پڑے گا۔ اس کے لئے قربانی دینی ہوگی۔ حضرت صاحب نے اس ضمن میں بڑی رہنمائی کی ہے چنانچہ بعض لوگوں نے قربانیاں دیں اللہ نے انکو ضائع نہیں کیا۔ خدمتِ دین کے لئے سب سے بڑھ کر وقت کی قربانی دینی ہوگی۔ وقت نہ ہونے کا عُذر کرتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ ان کے لئے کون وقت دے گا کس نے ان کے بچّوں کی تعلیم و تربیت کرنی ہے۔ اِس بات پر غور کرنا پڑے گا۔ پاکستان سے کتنے لوگ بھجوائے جا سکتے ہیں۔ کتنے ہی ملکوں کے تو ویزے حاصل کرنا ہی بڑی مشکل بات ہے۔ پھر مربیان کی تعداد محدود ہے۔ اِس کام کیلئے تو خود ہی ہمّت کرنی پڑے گی۔ ہر شخص کو اپنے لئے اپنے بچّوں کی دینی تربیت کے لئے وقت دینا پڑے گا۔ بنیادی حل اس کا یہی ہے کہ ماں باپ خود اپنے بچّوں کو دین سے واقف کرائیں۔ جب ان کو یہ بات کہی جاتی ہے تو بعض عذر کرتے ہیں کہ پھر گھر نہیں چلتا کیونکہ میاں بیوی دونوں نوکری کرتے ہیں اگر نہ کریں تو مالی وسعت حاصل نہیں ہوتی۔ اب ایک طرف مالی وسعت ہے دوسری طرف اپنا اور اپنے بچّوں کا دینی و اخلاقی مستقبل؟ یہ قربانی یورپ اور امریکہ کے احمدیوں کو دینی پڑے گی۔ جماعت کے ساتھ منسلک کرنے کے لئے دینی تعلیم دینے کے لئے غیر معمولی کوشش کرنا ہوگی اِس کے لئے ضروری ہے کہ ہر گھر کو بیت الذکر بنا دیا جائے گھروں میں نمازیں با جماعت پڑھیں۔ درس دیں۔ آنحضرتؐ کا ذکر ہو۔ ایسا نہیں کریں گے تو مغربی ماحول سے خود کو بچا کر نہیں رکھ سکیں گے پھر آپ کی نسلوں کو کون محفوظ رکھے گا اور وہاں کے لوگوں کے لئے کس طرح راہنما بنیں گے۔

مثال کے طور پر مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم کے صاحبزادے انور محمود صاحب لاس اینجلز میں رہتے ہیں ان کے بچّے دینی تعلیم و تربیت اور جماعت کی واقفیت میں بہت آگے ہیں۔ اِس کی وجہ یہی ہے کہ وہ اپنے بچّوں کے لئے محنت کرتے ہیں جہاں جماعتی فنکشن ہوتا ہے وہاں بچّوں کو ساتھ لے کر پہنچتے ہیں۔ پھر بچّوں کو ہر بات بتاتے جاتے ہیں۔ ان کے بچّوں کا معیار بالکل یہاں کے احمدی

اطفال سا ہے اس میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان کے خاندانی پس منظر کا بھی ہاتھ ہے لیکن سوچنے والی بات یہ ہے کہ اگر ٹریننگ نہ ہوتی تو وہاں کے ماحول میں خاندانی پس منظر کہاں تک کام دیتا۔ انہوں نے بتایا کہ بڑی گاڑی اس لئے لی ہوئی ہے کہ ہر جگہ بچوں کو آسانی کے ساتھ لیجایا جاسکے گھر لیتے ہوئے یہ کوشش کی ہے کہ مشن ہاؤس کے قریب ہو تاکہ آسانی سے پہنچا جاسکے۔ انہوں نے کوشش کر کے اپنے بچوں کی دینی تربیت کی فکر کی ہے۔ یورپ و امریکہ کے احمدیوں کو وہاں کے مقامی حالات کا جو مسئلہ لاحق ہے اس میں سے قربانی کر کے راستہ نکالنا پڑے گا۔

اس کے لئے مالی قربانی اس طرح کرنی ہوگی کہ کام کے اوقات کم کر کے دین کے لئے وقت نکالنا ہوگا۔ یہاں ہمارے ملک میں بھی شہروں میں لوگ فالتو وقت میں کوئی نہ کوئی کام کر کے کما سکتے ہیں لیکن ہر شہر میں شام ہوتے ہی مخلص احمدی احباب جماعتی اور دینی کاموں کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں اور روزانہ کئی کئی گھنٹے بھی صرف کرنے والے موجود ہیں۔ اس لحاظ سے وہ ایک حد تک تنگی سے بھی گذارے کرتے ہیں یا یہ کہ جتنا ان کو مل جاتا ہے اس پر صبر کرتے ہیں۔

بدء الاسلام غریبًا و سیعودُ غریبًا فطوبٰی للغرباء۔

دین اسلام غربت میں شروع ہوا اور غرباء کے لیے بشارت ہو کہ غریبوں میں ہی لوٹ جائے گا۔

اس حدیث کے معنی پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

دعوت الی اللہ کی تحریک کے بارے میں

ہم نے اگلا سوال یہ کیا کہ آپ نے اپنے دورے کے نتیجے میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی تحریک دعوت الی اللہ کے بارے میں جو کارکردگی دیکھی کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟

صدر صاحب نے کہا کہ مطمئن ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کام میں ابھی بہت کوشش کی ضرورت ہے۔ یہاں ہمارے ملک میں بھی کمی ہے۔ جرمنی اور دیگر ملکوں میں آہستہ آہستہ بہتر کارکردگی سامنے آرہی ہے۔ ہمارے ملک میں بعض لوگ حالات کا بہانہ کر دیتے ہیں لیکن اب وہ بھی اس بات کو مان رہے ہیں کہ اصل بات حالات کی نہیں سستی کی ہے۔ لوگوں میں ایک یہ تصور تھا کہ یہ کام تو مربیان کا ہے اب یہ تصور ختم ہو رہا ہے اور یہ خیال ابھر رہا ہے کہ یہ کسی ایک طبقہ کا کام نہیں بلکہ پوری جماعت کو داعی الی اللہ بننا ہے۔ پہلے ہر ذہن میں یہ بات واضح نہیں تھی۔ حضور نے فرمایا ہے کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی رنگ میں اس میں حصہ لینا ہوگا۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ اب احباب اس بات کو سمجھنے لگ گئے ہیں۔ حضور نے بھی اس بات کو چھوڑا نہیں فرمایا چاہے مجھے دیوانہ کہہ لو لیکن میں دعوت الی اللہ کی تلقین جاری رکھوں گا۔ چنانچہ حضور کی دعاؤں اور توجہ سے اب امریکہ اور یورپ میں ایسے دیوانے پیدا ہو گئے ہیں جن کو دعوت الی اللہ کی دھن لگی ہوئی ہے۔ افریقہ میں بھی دعوت الی اللہ کا رجحان بہت ہے۔ مربیان کے طریق کار میں بھی بڑا فرق پڑ گیا ہے ہر جگہ حضور مربیان کے کام پر کڑی نظر رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے ہر جگہ پر مربیان کا کام دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے۔

"خالد" کی اشاعت

صدر صاحب! یہ فرمائیں کہ آپ نے اپنے دورے کے نتیجے میں "خالد" کی اشاعت میں اضافے اور یورپ و امریکہ کے خدام اور افریقہ کے خدام کے فائدے کیلئے اس میں انگریزی حصہ شامل کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے؟

صدر صاحب بولے کہ سر دست اُردو حصہ بھی ہر جگہ نہیں پہنچتا۔ امریکہ، کینیڈا اور یورپ کے کئی ملکوں میں اُردو جاننے والے احمدی موجود ہیں۔ برطانیہ میں بڑی کثرت سے اُردو جاننے والے احمدی ہیں لیکن پرچہ بھجوانے میں دِقّت ہے۔ اِن ممالک میں جماعتی کتب کے مطالعے کی طرف بھی رُجحان بڑھانا چاہیئے۔ جماعتی لحاظ سے انگریزی کتب کی اب کمی نہیں رہی۔ ان کو بار بار مطالعہ میں شامل کرنا ضروری ہے۔ حضور کے لندن جانے سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا ہے کہ جماعتی کتب بڑی تعداد میں شائع ہو گئی ہیں۔

دورے کی دیگر تفاصیل

صدر صاحب نے اپنے اِس دورہ کی تفاصیل بتاتے ہوئے امریکہ کے دورے کا ذکر فرمایا۔ انہوں نے بتایا کہ امریکہ کے دورے کے سلسلہ میں مَیں سب سے پہلے واشنگٹن پہنچا۔ یہاں پر جلسہ تھا اس میں شرکت کی اسکے بعد قائدین کی میٹنگ ہوئی۔ پھر ہم یارک کی مجلس میں گئے وہاں پر یہ سوال درپیش تھا کہ ان تنظیموں کی علیحدہ طور پر کیا ضرورت ہے؟ ان کو بتایا گیا کہ خدام جوان عمر کے ہوتے ہیں۔ ایک خادم سڑک پر وقارِ عمل کر سکتا ہے محنت و مشقت کا کام بھی کر سکتا ہے لیکن اس کی ماں یا بوڑھا باپ یہ کام نہیں کر سکتا۔ اِس لحاظ سے نوجوانوں کی علیحدہ تنظیم کی ضرورت پیش آئی ہے

یارک سے ہم فلاڈلفیا گئے۔ خدا کے فضل سے مشن ہاؤس آباد ہے۔ یہاں سے ڈیٹن گئے۔ یہ سارا سفر بذریعہ کار تھا۔ یہاں سارے احمدی "براورز" ہیں۔ ایک دو فیملی پاکستانیوں کی ہے۔ امریکہ کی جماعتِ احمدیہ کے نیشنل پریذیڈنٹ برادر مظفر احمد ظفر اسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ پُرانی جماعت ہے اور بڑے پرانے احمدی یہاں موجود ہیں۔

امریکہ میں ایک معمر پُرانے احمدی برادر صادق ہیں جو شاید اِس وقت سب سے زیادہ پُرانے احمدی ہیں۔ سب جماعت کے لوگ ان کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ ہمارے خدام ان کے ساتھ رہتے ہیں۔ کوئی ان کو جلسہ سُنانے لے جا رہا ہے کوئی پیشاب کروانے لے جا رہا ہے۔ امریکہ میں برادر حنیف ہیں ان کی خوبی یہ ہے کہ یہ ہر جلسہ اور اجتماع پر پہنچتے ہیں۔ قادیان، ربوہ یا لندن جہاں بھی جلسہ ہو یہ پہنچے ہوتے ہیں۔ گھر پر معمولی خرچ کرتے ہیں کھانے پینے کا بھی کوئی فکر نہیں بلکہ اسی آنے جانے میں ان کا بڑا خرچ ہو جاتا ہے۔

ڈیٹن سے ڈیٹرائٹ گئے۔ وہاں پر جمعہ پڑھایا۔ یہاں ایک پُرانے احمدی برادر راو رباقی پاکستانی احمدی نوجوانوں پر جماعت مشتمل ہے۔ ڈیٹرائٹ سے شکاگو گئے۔ راستہ میں کالامازو کے مقام پرڈو کے یہاں پر ڈاکٹر عنایت اللہ منگلا صاحب اور عزیز باجوہ رہتے ہیں۔ شکاگو میں ظفر سرور صاحب مربی ہیں۔ شکاگو سے ملواکی گئے جہاں کے احمدیوں کا ذکر مَیں نے پہلے کیا ہے۔ وہاں سے سینٹ لوئیس جاتے ہوئے راستہ میں روچسٹر کے مقام پر ڈاکٹر مرزا مغفور احمد صاحب رہتے ہیں۔ سینٹ لوئیس تک کا سفر مَیں نے اور امریکہ کے نیشنل قائد مکرم سید ساجد احمد صاحب نے کار میں کیا۔ یہاں سے ہم علیحدہ ہو گئے۔ مَیں بذریعہ طیارہ ہیوسٹن پہنچا جہاں کے قائد مکرم داؤد منیر صاحب ابن مکرم مولانا محمد اسمٰعیل منیر صاحب ہیں انہوں نے

اچھا تربیتی اور دعوتِ الی اللہ کا کام شروع کیا ہے اور میکسیکو تک دعوتِ الی اللہ کے لئے گئے ہیں۔ وہاں سے پھر لاس اینجلز گیا یہاں مکرم منیر احمد صاحب مربی ہیں۔ وہاں خدام کا اجتماع تھا اس میں شرکت کی۔ یہاں کے اجتماع میں PHOENIX پورٹ لینڈ کے خدام جمع ہوئے اور بعض پانچ چھ سو میل دور سے بھی آئے ہوئے تھے۔ اس کے بعد بذریعہ کار سان فرانسسکو گئے۔ پھر سین ہاؤزے۔ یہاں فجی اور پاکستان سے آئے ہوئے احمدی مقیم ہیں۔ یہاں سے واپس نیویارک بذریعہ طیارہ آیا۔ یہاں مکرم انعام الحق کوثر صاحب مربی ہیں۔ امریکہ کے خدام نے نیویارک کے قریب ہی ایک کیمپنگ گراؤنڈ میں اجتماع کا انعقاد کیا۔ وہاں سے واشنگٹن اور پھر واپسی ہوئی۔ امریکہ کا یہ دورہ تین ہفتے کا تھا۔

جرمنی کے دورہ کے بارے میں صدر صاحب نے بتایا کہ دورہ آٹھ دن کا تھا۔ فرینکفرٹ سے ہمبرگ، برلن، پھر سٹوٹ گارٹ، میونخ، نیورن برگ وغیرہ مقامات کا دورہ کیا۔

ہالینڈ میں یورپین اجتماع تھا۔ اب یورپین اجتماع کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ حضور خود اس میں تشریف لاتے ہیں حضور کی شمولیت کی وجہ سے بڑا اچھا اثر پڑتا ہے۔ ہالینڈ سے میں برادرم مکرم مسعود جہلمی صاحب کے ساتھ بیلجئم گیا۔ وہاں کے خدام سے ملاقات ہوئی۔ برسلز میں بھی جماعت ہے وہاں نماز کی ادائیگی کے بعد جرمنی کے لئے روانہ ہو گئے اور رات ایک ڈیڑھ بجے فرینکفرٹ پہنچ گئے۔

برطانیہ میں لندن کے علاوہ بریڈ فورڈ، ہڈرز فیلڈ، ایڈنبرا، گلاسکو کا دورہ کیا۔ گلاسکو کی بیت الذکر میں احمدی خدام اور دیگر افراد نے بہت وقارِ عمل کیا۔ دو ڈھائی سو میل دور بریڈ فورڈ سے بھی خدام وقارِ عمل کرنے کے لئے گلاسکو آتے رہے۔

افریقہ کے دورے کا ذکر کرتے ہوئے صدر صاحب نے بتایا کہ اس دورے میں یہ بات بہت نمایاں رہی کہ تمام ملکوں کے مربیان انچارج نے پروگرام ترتیب دینے میں بہت ساتھ دیا۔ گیمبیا میں وائس پریذیڈنٹ اور وزیرِ تعلیم سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ جماعت نے ان کے ملک کی بڑی خدمت کی ہے۔ انہوں نے اِستدعا کی کہ اَور سکول یہاں کھولے جائیں۔ گیمبیا میں ۷ جماعتوں کا دورہ کیا۔

سیرالیون میں سکولوں اور جماعتی ہاسپٹلز کا دورہ کیا۔ پیراماؤنٹ چیفس سے ملاقاتیں ہوئیں۔ بو، دارو، کینما، ماکینی، بواجے بو اور فری ٹاؤن کا دورہ کیا۔

لائبیریا۔ یہاں کے خدام کا ایک حصہ ٹیکسی ڈرائیوروں پر مشتمل ہے۔ وہ دعوتِ الی اللہ کے اتنے شوقین ہیں کہ اپنی ٹیکسی میں حضور ایدہ اللہ کی انگریزی کی سوال و جواب کی کیسٹ لگا لیتے ہیں اور اس طرح دعوتِ الی اللہ کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔

پھر آئیوری کوسٹ میں ابی جان میں جماعت ہے۔ یہ بڑی جماعت ہے۔ اَور جگہوں پر بھی جماعت موجود ہے۔

گھانا کا آٹھ دن تک دورہ کیا۔ جماعتی سکولوں اور ہسپتالوں کا دورہ کیا جس جگہ گیا وہاں پر اجلاسات منعقد ہوتے رہے۔

سینیگال میں نئی جماعتیں بنی ہیں۔ یہ غریب مگر مخلص لوگ ہیں۔ سب کے سب نوجوان ہیں۔

سیرالیون میں حضرت مولوی نذیر احمد صاحب علی کی قبر پر گئے۔ روکوپر میں اس جگہ پر بھی گئے جہاں حضرت مولوی نذیر احمد صاحب علی دریا کے پار اترے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ یہاں پر حضرت مولوی صاحب موصوف کا بڑا نام ہے ان کو بڑے عزت اور احترام سے یاد کیا جاتا

ہے۔ بعض لوگ فخر سے ذکر کرتے ہیں کہ میں نے ان کا بستر اٹھایا تھا اور ان کے ساتھ پیدل گیا تھا۔ وغیرہ

گیمبیا میں جناب سنگھاٹے صاحب مرحوم کے گاؤں بھی گیا۔ وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ سنگھاٹے صاحب کوئی امیر آدمی نہیں تھے بلکہ ان کے سیاسی اثر ورسوخ کی وجہ ان کا تقویٰ اور شرافت تھی۔ انہی خوبیوں کی وجہ سے وہ گیمبیا کے پہلے گورنر جنرل بنے۔

گھانا میں سالٹ پانڈ، ٹیچیمان اور وا گئے۔ وا میں ایک بڑی اور مخلص جماعت موجود ہے۔ ان پر بڑی سختیاں ہوئیں۔ ان کی غربت کا یہ عالم تھا کہ چھ چھ دن پیدل چل کر سالٹ پانڈ میں جلسہ میں شرکت کے لئے جاتے تھے۔ اب وہاں نصرت جہاں ٹیچرز ٹریننگ کالج قائم ہے۔ کماسی میں سارے ملک کا سالانہ اجتماع ہوا۔

غرضیکہ یہ سارا دورہ میرے لئے ایک عظیم روحانی تجربہ تھا جس میں میں نے جا بجا اللہ کے فضلوں کو مشاہدہ کیا۔ احمدی احباب سے مل کر دل کو خوشی اور ایمان کو تقویت حاصل ہوئی۔ تمام احباب کو اللہ تعالےٰ اپنے فضلوں سے نوازے اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔ آمین

ابتدا سے گوشۂ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار
پر مجھے تو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا
میں نے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ و بار

بقیہ از صفحہ ۹

جب وہ حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ آج رات میرے خداوند نے تمہارے خداوند کو (جس کو وہ بار بار خداوند، خداوند کر کے پکارتے تھے) اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کر کے قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جب یہ لوگ یمن کے اس شہر میں پہنچے جہاں سلطنت فارس کا گورنر رہتا تھا تو ابھی تک اس گورنر کو کسریٰ کے قتل کئے جانے کی کچھ بھی خبر نہیں پہنچی تھی اس لئے اس نے بہت تعجب کیا مگر یہ کہا کہ اس عدول حکمی کے تدارک کے لئے ہمیں جلد تر کچھ نہیں کرنا چاہیئے جب تک چند روز تک پایہ سلطنت کی ڈاک کی انتظار نہ کر لیں۔ سو جب چند روز کے بعد ڈاک پہنچی تو ان کاغذات میں سے ایک پروانہ یمن کے گورنر کے نام نکلا جس کو شیرویہ کسریٰ کے ولی عہد نے لکھا تھا مضمون یہ تھا کہ کسریٰ میرا باپ ظالم تھا اور اس کو قتل کر دیا ہے اب تم مجھے اپنا شہنشاہ سمجھو اور میری اطاعت میں رہو اور ایک نبی جو عرب میں پیدا ہوا ہے جس کی گرفتاری کے لئے میرے باپ نے تمہیں لکھا تھا اس حکم کو بالفعل ملتوی رکھو ...... کسریٰ ...... سیدو مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ خدا نے جو اپنے پیاروں کے لئے غیرت مند ہے ...... وہ معجزہ دکھلایا جو فارس کے پایہ تخت میں خاص ایوان شاہی میں شیرویہ کے ہاتھ سے دکھلایا گیا تھا اس سے ہر ایک انسان کو سبق ملتا ہے کہ خدا کے پیاروں اور برگزیدوں کی عزت یا جان پر حملہ کرنا اچھا نہیں ہے۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

(روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۷۶ تا ۳۷۸
تریاق القلوب صفحہ ۲۴۰ تا ۲۵۰)

(محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ - ربوہ)

آج کہنی مجھے دل کی اک بات ہے
ہے یہ آہ و بکا یا مناجات ہے

دل دکھا تو چلی آئی در پہ ترے
کچھ بھی میرا نہیں آج گھر پہ مرے

رو کے آنسو تو دل یہ بکھرنے لگا
میرے جذبوں کا چہرہ نکھرنے لگا

اپنی دیوانگی مجھ کو راس آ گئی
دولتِ دل مرے پاس پاس آ گئی

بات آ نہ سکی یہ سمجھ میں مری
کیسے کہلائی دنیا میں چاہت بری؟

مجھ کو پہنائی دنیا نے زنجیر بھی
کام آئی محبت میں دیوانگی

دے دیئے بادلوں نے مجھے راستے
جب چلی دو قدم میں ترے واسطے

بجلیوں نے لپک کر قدم لے لیئے
میرے ہاتھوں نے پھر جام جم لے لیئے

آسماں کر گئی مجھ کو چاہت تری
رہ گئی دور دھرتی پہ فرزانگی

رشتۂ جاں ترے ساتھ منسوب ہے
تیری خوشنودی ہی میرا مطلوب ہے

مجھ کو احساسِ سود و زیاں کچھ نہیں
ماسوا تیرے عندالبیاں کچھ نہیں

ربِ کعبہ مرے ہاتھ اب تھام لے
کوئی اپنے لیئے مجھ سے اب کام لے

بندگی کے قرینے سکھا دے مجھے
اور محمدؐ کا جلوہ دکھا دے مجھے

آج اچھے لگے زخمی پاؤں مجھے
یاد آئے ترے آج گاؤں مجھے
کتنی ٹھنڈی ملی تیری چھاؤں مجھے
بھولتے تو نہیں تیرے ناؤں مجھے
تُو محمدؐ بھی احمدؑ بھی اسلام بھی
ہے ترے نام سے بس مرا نام بھی
مجھ کو عیسیٰ بھی تُو اور احمد بھی تُو
مجھ کو موسیٰ بھی تُو اور محمد بھی تُو
تجھ کو دیکھوں تو پوچھوں ادب سے یہ بات
پوچھنا چاہتی تھی مَیں کب سے یہ بات
نام کیا ہے ترا ؟ صبح کی روشنی !
کام کیا ہے ترا ؟ رات کی چاندنی !
روپ کیا ہے ترا ؟ روح کی دلکشی !
پوچھتی ہی رہی ۔ مجھ سے دل کی لگی !
تجھ کو دیکھوں تو پوچھوں جھکا کر نظر
کیوں بدل سی گئی ہے جہاں کی ڈگر ؟
چاہتوں کے حوالوں کی پہچان اب
مجھ کو دینے لگی کتنا نقصان اب

اے خدا تجھ سے اب پوچھنا ہے مجھے
تیرنا ہے کہ اب؟ ڈوبنا ہے مجھے

کاش اِک بار مولا ذرا دیکھ لے
تیرے بندے بنے ہیں خدا دیکھ لے

تجھ سے پوچھوں مسلمان اب کون ہے؟
کون دانا ہے؟ نادان اب کون ہے؟

جلد لے اب خبر اپنے بدنام کی
جس نے کھائی قسم اب ترے نام کی

جھوٹ سچ اب بتا دے ذرا کھول کر
اپنا جلوہ دکھا دے ذرا بول کر

وہ جو نادان ہیں کچھ سمجھتے نہیں
جھوٹ کہنے سے بھی جو لرزتے نہیں

آسماں آج زیر و زبر ہو گئے
تیرے بندے یہ کیوں بے خبر سو گئے؟

حشر کا دن جگانے کو کب آئے گا؟
نیند ان کی بھگانے کو کب آئے گا؟

ہر کوئی اپنے واروں پہ اِترا گیا
کس قدر تیرے پیاروں کو تڑپا گیا

وقت ظالم ہے کٹتا نہیں اے خدا
صبر اب اور ہوتا نہیں اے خدا

تجھ کو اپنے محمدؐ کے سر کی قسم!
ربِ کعبہ تجھے اپنے گھر کی قسم!

کاش آ جائے اب فیصلے کی گھڑی
اور ٹوٹے نہ یہ موتیوں کی لڑی!

یہ نگینہ جڑی موتیوں کی لڑی
سیپ کے شیشے کچھ موتیوں سے بھری

موتیوں کی لڑی تیرے پیاروں کی ہے
مجھ کو تیری قسم تیرے یاروں کی ہے

آنکھ کے موتیوں کی شراروں کی ہے
یہ محمدؐ کے سب ماہ پاروں کی ہے

ایک دو کی نہیں چار یاروں کی ہے
چار یاروں کی۔ لاکھوں ہزاروں کی ہے

سب کے دل سے نکلنے لگی ہے صدا
فیصلہ۔ فیصلہ۔ فیصلہ۔ فیصلہ

حق و باطل میں اب معرکہ ہے خدا!
اب دکھا پھر کوئی معجزہ اے خدا!

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کا ایک تاریخی نشان

رمضان کے مہینہ میں چاند اور سورج کو گرہن لگا

جب سے دنیا بنی ہے کسی مامورِ خدا کی تائید کیلئے ایسا نشان ظاہر نہیں ہوا

(از مکرم صالح محمد الہ دین۔ پروفیسر شعبہ ہیئت عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد۔ انڈیا)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی ہے کہ آخری زمانہ میں آنے والے امام مہدی کے وقت میں سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے کی مخصوص تاریخوں میں گرہن لگیں گے جو امام مہدی کیلئے بطور نشان ہوں گے۔

چوتھی صدی ہجری میں حضرت علی بن عمر البغدادی الدار قطنی (۳۰۶ھ / ۹۱۸ء تا ۳۸۵ھ / ۹۹۵ء) بلند پایہ محدث گزرے ہیں۔ وہ اپنی سنن دار قطنی میں حضرت امام باقر محمد بن علی رضی اللہ عنہ (جو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے جگر گوشہ تھے) کی روایت سے یہ حدیث درج کرتے ہیں:۔

"اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ وَلَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ"[1]

یعنی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) "ہمارے مہدی کے لئے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے کہ آسمان اور زمین پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی اور مامور کے حق میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی موعود کے زمانہ میں چاند کو (اس کی مقررہ راتوں میں سے) اوّل رات کو گرہن لگے گا اور سورج کو (اس کے مقرر کردہ دنوں میں سے) درمیان (کے دن) میں گرہن لگے گا اور یہ ایسے نشان ہیں کہ جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کیا کبھی کسی مامور کیلئے ظاہر نہیں ہوئے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عظیم الشان

---

[1] سنن دار قطنی جلد اوّل ص۱۸۸ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی۔

اور بے نظیر پیشگوئی کو بزرگانِ اُمت اپنی کتابوں میں پیش کرتے آئے ہیں۔ سُنّی اور شیعہ دونوں فرقوں کی احادیث کی کتب میں یہ حدیث پائی جاتی ہے۔ چند کتب کے حوالے یہ ہیں :-

(۱) فتاویٰ حدیثیہ حافظ ابن حجر مکی مصنفہ علامہ شیخ احمد شہاب الدین حجر الہیثمی مطبوعہ مصر صفحہ ۳۱

(۲) احوال الآخرۃ حافظ محمد لکھوکے صفحہ ۲۳ مطبوعہ ۱۳۰۵ھ

(۳) آخری گت مصنفہ مولوی محمد رمضان حنفی مجتبائی مطبوعہ ۱۲۷۶ھ

(۴) حجج الکرامہ مصنفہ نواب صدیق حسن خان صاحب صفحہ ۳۴۴

(۵) عقائد الاسلام مصنفہ مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلوی صفحہ ۱۸۲ مطبوعہ ۱۲۹۲ھ

(۶) قیامت نامہ فارسی وعلامت قیامت اردو مصنفہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی

(۷) اقتراب الساعۃ مصنفہ نواب صدیق حسن خان صاحب صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ ۱۳۰۱ھ

(۸) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد ۲ صفحہ ۱۳۲

(۹) شیعہ اصحاب کی معتبر کتابیں بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۸۵۔ اکمال الدین صفحہ ۳۶۸

حضرت شیخ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ جو نواح دہلی کے رہنے والے تھے اور ہندوستان کے ولیوں میں اُن کا شمار ہے۔ اُن کا زمانہ ۵۶۰ھ اُن کے دیوان کے حوالہ سے بتایا گیا ہے۔ وہ اپنے فارسی منظوم کلام میں فرماتے ہیں :-

مہدیٔ وقت و عیسیٰ دوراں
ہر دو را شہسوار مے بینم

یعنی وہ مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی دونوں صفات کا حامل ہوگا۔

ماہ را روسیاہ مے نگرم
مہر را دلفگار مے بینم

یعنی میں چاند اور سورج کو گرہن لگا ہوا دیکھتا ہوں۔

اہل حدیث بزرگ مولانا مولوی حافظ محمد بن مولانا بارک اللہ لکھوکے نے اپنی کتاب احوال الآخرۃ میں یہ شعر لکھا :-

تیرھویں چن ستیہویں سورج گرہن ہوسی اس سالے
اندر ماہ رمضانے لکھیا ایہہ ہک روایت والے

(”چودھویں صدی کی غیر معمولی اہمیت“ مصنفہ مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ ۱۲۲)

اس شعر میں چاند گرہن کی تاریخ ۱۳ رمضان اور سورج گرہن کی تاریخ ۲۷ رمضان بتائی گئی ہیں۔ آگے وضاحت کی جائے گی کہ حدیث شریف اور قانونِ نیچر کی روشنی میں یہ تاریخیں ۱۳ اور ۲۸ بنتی ہیں۔

اس حدیث کی زبردست تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ قرآن مجید میں قربِ قیامت کے بیان میں گرہن کا ذکر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :-

فاذا برق البصر۔ وخسف القمر وجمع الشمس والقمر۔ یقول الانسان یومئذٍ این المفر۔

(سورہ قیامۃ آیت ۸ تا ۱۱)

یعنی "پس جس وقت آنکھیں پتھرا جائیں گی

اور چاند گرہن ہوگا اور سورج اور چاند

اکٹھے کیئے جائیں گے۔ (یعنی سورج کو بھی

گرہن لگے گا) تب اُس روز انسان کہے گا

کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے "

چونکہ آنے والے موعود کی آمد آخری زمانہ میں بتائی گئی ہے اس لیئے قرآن شریف سے بھی مذکورہ بالا حدیث کی تائید ملتی ہے۔ گویا اس پیشگوئی کی اصل قرآنِ کریم میں موجود ہے۔ اور تفصیل حدیث شریف میں موجود ہے۔

انجیل میں بھی آتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی آمد کی نشانیوں میں سے ایک یہ علامت بھی بتائی ہے کہ اُس وقت "سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا" (متی باب ۲۴ آیت ۲۹)

مہاتما سورداس جی نے یہ پیشگوئی لکھی ہے کہ کلکی اوتار کے ظاہر ہونے پر سورج اور چاند کو گرہن لگے گا جیسا کہ وہ لکھتے ہیں :۔

ڈشٹ ڈشٹ کو ایسے کاٹے جیسے کیٹ مرے

چندر سوری کو راہو گرے پر تیو بہت پڑے

یعنی سورج اور چاند کو گرہن لگے گا اور

مارا ماری اور موت بہت ہوگی۔ (سور ساگر)

سکھ مذہب کی مقدس کتاب سری گورو گرنتھ جی آدمیں لکھا ہے کہ :۔

بلے چھلن سبل بلن گھت بھچلن کا ہن کور

نہہ کلنک بجے ڈنک چڑھو دل رؤنو جیو

بھاٹ جی صاحب فرماتے ہیں کہ مہاراجہ نے راجہ بل کو چھلن کیا اور پاپیوں کا ناش کیا اور بھگتوں کو سرسبز کیا۔ اور مہاراج جب نہہ کلنک ہو کر تشریف لادینگے تو اس وقت ردی (سورج) اور اِندر (چاند) اسکے ساتھ ہوں گے یعنی اس کیلئے گواہی دیں گے۔

الغرض دوسرے مذاہب کی کتابوں میں بھی سورج اور چاند کے نشان کا ذکر پایا جاتا ہے۔ دارقطنی کی حدیث میں اس نشان کی بڑی وضاحت ہے جس کا ذکر اب میں کرتا ہوں۔

سُورج گرہن چاند گرہن قانونِ نیچر کی روشنی میں

سورج گرہن اور چاند گرہن کا قانونِ نیچر سے تعلق ہے۔ قرآن مجید نے قانونِ نیچر کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے۔ لہذا سورج گرہن چاند گرہن کے تعلق سے قانونِ نیچر کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس سے حدیث شریف کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ سورج چاند اور زمین کے نظام سے سورج گرہن اور چاند گرہن کا تعلق ہے۔ قرآن مجید نے انتہائی حسین انداز میں سورج چاند اور زمین کے نظام کا ذکر فرمایا ہے۔ سورہ یٰسٓ کے وسط میں یہ آیات آتی ہیں :۔

ترجمہ :۔ "پاک ہے وہ ذات جس نے ہر قسم کے جوڑے پیدا کیئے ہیں۔ ان میں سے بھی جس کو زمین اگاتی ہے اور خود اُن کی جانوں میں سے بھی اور اُن چیزوں میں سے بھی جن کو وہ نہیں جانتے۔ اور ان کے لیئے رات بھی ایک بڑا نشان ہے جس میں سے کھینچ کر ہم دن نکال لیتے ہیں جس کے بعد وہ اچانک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔ اور سورج ایک مقررہ جگہ کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ غالب اور علم والے

خدا کا مقرر کردہ قانون ہے ۔ اور چاند کو دیکھو کہ ہم نے اس کے لئے بھی منزلیں مقرر کر چھوڑی ہیں ۔ یہاں تک کہ وہ ان منزلوں پر چلتے چلتے ایک پرانی شاخ کے مشابہ ہو کر پھر لوٹ آتا ہے ۔ نہ تو سورج کو طاقت ہے کہ وہ اپنے سال کے دورہ میں کسی وقت چاند کے قریب جا پہنچے (کیونکہ اگر ایسا ہو تو سارا نظامِ شمسی تباہ ہو جائے) اور نہ رات کو (یعنی چاند کو) طاقت ہے کہ وہ مسابقت کرتے ہوئے دن کو (یعنی سورج کو) پکڑ لے بلکہ یہ سب کے سب ایک مقررہ راستہ پر نہایت سہولت سے چلتے چلے جاتے ہیں ۔"

(سورہ یٰسٓ : ۳۷ تا ۴۱)

ان پانچ آیات میں سے پہلی آیت میں یہ عظیم الشان بنیادی حقیقت بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جوڑے پیدا کئے ہیں ۔ دوسری آیت میں رات اور دن کا ذکر ہے جو زمین کی حرکت کا نتیجہ ہے ۔ تیسری آیت میں سورج کی حرکت کا ذکر ہے ۔ چوتھی آیت میں چاند کی حرکت کا ذکر ہے اور پانچویں آیت میں سورج اور چاند اور رات دن کا اکٹھے ذکر ہے ۔ مشاہدات اور سائنس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین اور چاند ایک دوسرے کے گرد گھومتے ہیں اور ایک مہینہ میں ایک چکر پورا کرتے ہیں ۔ زمین اور چاند کا جوڑا سورج کے گرد گھومتا ہے ۔ اور ایک چکر ایک سال میں پورا کرتا ہے ۔ سورج اپنے تمام جوڑوں کو لئے ہوئے ۔ جن میں زمین اور چاند کا جوڑا بھی شامل ہے ، مرکزِ کہکشاں کے گرد گھومتا ہے اور ایک چکر کوئی بیس کروڑ سال میں پورا کرتا ہے ۔ ہمارے سورج کی طرح بے شمار تارے کہکشاں کا یہ چکر اپنے اپنے وقت میں لگا رہے ہیں ۔ فسبحان الّذی خلق الازواج کلّھا ۔

جیسا کہ قرآن مجید نے بتایا ہے اور سائنس اس کی وضاحت کرتی ہے ۔ سورج اور چاند اپنی حدودِ مقررہ سے باہر نہیں جاتے ۔ قانونِ نیچر کے ماتحت وہ حرکت کرتے ہیں اور قانونِ نیچر کے اصول کے مطابق سورج اور چاند کو گرہن لگتے ہیں ۔ جب چاند زمین کے گرد گھومتے ہوئے سورج کے آگے اس طرح آ جاتا ہے کہ سورج کی روشنی کو زمین پر پڑنے سے روک دیتا ہے تو سورج گرہن ہو جاتا ہے اور جب زمین چاند اور سورج کے درمیان اس طرح آجاتی ہے کہ زمین کا سایہ چاند پر پڑتا ہے تو چاند گرہن ہو جاتا ہے ۔ علمِ ہیئت کی اصطلاح میں چاند گرہن FULL MOON کے وقت ہوتا ہے اور سورج گرہن NEW MOON کے وقت ۔ گرہن ہونے کے لئے ضروری ہے کہ سورج چاند اور زمین تینوں ایک لائن میں ہوں یا قریب قریب ایک لائن میں ہوں ۔ چاند اور زمین کے ایک دوسرے کے گرد گھومنے کی سطح اور دونوں کے سورج کے گرد گھومنے کی سطح میں کوئی پانچ ڈگری کا فرق ہے ۔ اگر یہ فرق نہ ہوتا تو ہر مہینہ گرہن کی شرط پوری ہو جاتی اور سورج گرہن اور چاند گرہن ہر مہینہ ہوتے ۔ لیکن اس فرق کی وجہ سے ایک شمسی سال میں زیادہ سے زیادہ سات گرہن ہو سکتے ہیں (جن میں سے چار یا پانچ سورج گرہن ہوتے ہیں اور تین یا دو چاند گرہن ہوتے ہیں) اور کم سے کم دو گرہن ہو سکتے ہیں اور یہ دونوں بھی سورج گرہن ہو سکتے ہیں ۔ سورج گرہن کی تعداد چاند گرہن سے زیادہ ہوتی ہے لیکن جب چاند کو گرہن لگتا ہے تو وہ زیادہ وسیع

علاقے سے نظر آتا ہے اور سورج گرہن کم علاقے سے نظر آتا ہے۔ لہذا کسی معین جگہ سے چاند گرہن زیادہ نظر آتا ہے بہ نسبت سورج گرہن کے۔

چاند کی حرکت کافی پیچیدہ ہے۔ چاند اور زمین کے درمیان فاصلے میں اور رفتار میں حدود کے اندر کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ کبھی چاند کی رفتار اوّل مہینہ میں تیز ہوتی ہے اور کبھی مہینہ کے آخری حصّہ میں تیز ہوتی ہے۔ سورج کے فاصلے اور رفتار میں بھی حدود کے اندر کمی بیشی ہوتی رہتی ہے لیکن سب کچھ حساب سے ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا ہے والشمس والقمر بحسبان۔ فاصلہ اور رفتار میں کمی بیشی کا اثر گرہن کی تاریخوں پر پڑتا ہے اور گرہن کی تاریخوں کے بھی حدود مقرر ہیں۔

ہیئت دان مہینہ کی ابتداء NEW MOON سے کرتے ہیں جبکہ سورج اور چاند کے LONGITUDE ایک ہوتے ہیں۔ اس وقت چاند بالکل نظر نہیں آتا۔ لیکن ہجری مہینہ کی ابتداء اس وقت سے ہوتی ہے جب چاند اس قدر بڑا ہو جاتا ہے کہ وہ نظر آسکتا ہے۔ اگر ہجری کیلنڈر کو استعمال کیا جائے تو چاند گرہن قمری مہینہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخوں میں سے کسی بھی ایک تاریخ کو ہو سکتا ہے اور سورج گرہن ۲۷، ۲۸، ۲۹ تاریخوں میں سے کسی بھی ایک تاریخ کو ہو سکتا ہے۔ پیشگوئی میں یہ بتایا گیا ہے کہ چاند گرہن رمضان کی اوّل رات میں ہوگا اور سورج گرہن درمیان میں۔ لہذا چاند گرہن کے لئے تیرھویں رمضان اور سورج گرہن کے لئے اٹھائیسویں رمضان مقرر ہوئے۔

اوّل لیلۃ سے مراد چاند کی تیرھویں تاریخ ہے نہ کہ پہلی تاریخ۔ یہ بات اس طرح ثابت ہے کہ حدیث شریف میں قمر کا لفظ استعمال ہوا ہے نہ کہ ہلال کا۔ پہلی، دوسری اور تیسری تاریخ کا چاند عربی زبان میں ہلال کہلاتا ہے۔ چوتھی تاریخ سے آخر تک وہ قمر کہلاتا ہے۔ (اقرب الموارد جلد دوم)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جب اپنے دعاوی کو مشتہر کیا اور مامور من اللہ ہونے اور مہدی ہونے کا اعلان کیا تو ہر طرف سے آپ کی سخت مخالفت شروع ہو گئی۔ آپ کو ملحد و کافر کہا گیا۔ اس پر آپ نے فروری ۱۸۹۴ء میں ایک عربی کتاب نور الحق (حصّہ اوّل) تصنیف فرمائی جس میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزانہ رنگ میں دعا کی اس کے چند الفاظ یہ ہیں:-

"اے خدا! کیا میں تیری طرف سے نہیں؟ اس وقت لعنت و تکفیر کی کثرت ہو گئی۔ فافتح بیننا و بین قومنا بالحقّ وانت خیر الفاتحین۔ اے خدا! تو آسمان سے میرے لئے نصرت نازل فرما اور مصیبت کے وقت اپنے بندے کی مدد کیلئے آ۔ میں کمزوروں اور ذلیلوں کی طرح ہو گیا اور قوم نے مجھے دھتکار دیا اور مورد ملامت بنایا۔ پس تو میری ایسی نصرت فرما جیسی تُو نے اپنے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر کے دن فرمائی۔ واحفظنا یا خیر الحافظین۔ انّك الربّ الرحیم۔ کتبت علی نفسك الرحمة فاجعل لنا حظاً منها وادر النصرة وارحمنا وتُب علینا وانت

ارحم الراحمین "

(روحانی خزائن جلد ہشتم صفحہ ۶ بحوالہ
نورالحق حصہ اوّل)

جو اعتراضات آپ پر کیے گئے اُن میں یہ
اعتراض بھی تھا کہ سورج گرہن چاند گرہن کے بارے
میں جو پیشگوئی ہے وہ پوری نہیں ہوئی ہے۔ چنانچہ
اس دعا کی اشاعت کے اگلے مہینے ہی اللہ تعالیٰ نے
یہ نشان آسمانی دکھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ۱۳۱۱ھ بمطابق ۱۸۹۴ء
رمضان المبارک کی مقرر کردہ تاریخوں میں چاند اور
سورج کو گرہن لگے۔ چاند گرہن ۱۳ رمضان کی ابتدائی
رات ۲۱ مارچ کو ہوا اور سورج گرہن ۲۸ رمضان
بروز جمعہ ۶ اپریل کو ہوا۔ ۱۸۹۴ء کی جنتری کے علاوہ
گرہن کا ذکر اخبار آزاد اور CIVIL AND
MILITARY GAZETTE میں بھی ہوا -
PROFESSOR T.R. VON OPPOLZER
کی کتاب CANON OF ECLIPSES میں ۱۲۰۸
قبل مسیح سے لے کر ۲۱۶۱ عیسوی کے گرہنوں کی انگریزی
تاریخیں دی گئی ہیں۔ اس کتاب سے بھی مذکورہ بالا
تاریخوں کی تصدیق ملتی ہے۔ یہ کتاب عثمانیہ یونیورسٹی
حیدر آباد کے شعبہ ہیئت کی لائبریری میں موجود ہے۔
۱۸۹۴ء کے NAUTICAL ALMANAC
LONDON سے بھی تصدیق حاصل کی جا سکتی ہے
الحمد للہ۔

۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۴ء کے رمضان کے گرہنوں کی خصوصیات

اس نشان کے ظاہر ہونے کے بعد حضرت بانیٔ
سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی کتاب نورالحق حصہ دوم تحریر
فرمائی جس میں آپ نے بیان فرمایا کہ اس نشان سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک عظیم الشان
پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔ آپ نے اپنے الہام
کی روشنی میں بھی یہ وضاحت فرمائی کہ حدیث شریف
میں اوّل لیلۃ کے جو الفاظ آتے ہیں اس سے مراد
چاند گرہن کی پہلی رات یعنی ۱۳ رمضان کی رات
ہے اور فی النصف منہ کے جو الفاظ آتے
ہیں اس سے مراد سورج گرہن کا درمیانی دن یعنی
۲۸ رمضان ہے۔ چنانچہ گرہن انہی تاریخوں میں ہوئے۔
نیز آپ نے اپنی کتاب میں یہ ایمان افروز بات بھی بتائی
کہ پیشگوئی کے اوّل اور نصف کے الفاظ دو طرح سے
پورے ہوئے۔ ایک تاریخوں کے لحاظ سے اور دوسرے
وقت کے لحاظ سے۔ وقت کے لحاظ سے اس طرح پورے
ہوئے کہ چاند گرہن قادیان میں اوّل رات یعنی رات
کے شروع ہوتے ہی ہو گیا اور سورج گرہن قادیان میں
دوپہر سے پہلے ہوا۔ CALCUTTA STANDARD
TIME کے مطابق ہندوستان میں چاند گرہن شام کو ۷
بجے اور ۹½ بجے کے درمیان ہوا اور سورج گرہن صبح
۹ بجے اور ۱۱ بجے کے درمیان۔ (الفضل ۱۷ ۸/۱۹۷۳)

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اس پر تبصرہ کرتے
ہوئے فرماتے ہیں :-

"پس تاویل صحیح اور معنے حق صریح یہ
ہیں کہ یہ فقرہ کہ خسوف اوّل رات رمضان
میں ہوگا اس کے معنے یہ ہیں کہ ان تین راتوں
میں سے جو چاند کی راتیں کہلاتی ہیں پہلی رات
میں گرہن ہوگا اور ایام بیض کو تو جانتا ہے

حاجت بیان نہیں اور ساتھ اس کے اس بات کی طرف بھی اشارت ہے کہ جب چاند گرہن پہلی چاندنی رات میں ہوگا تو رات کے شروع ہوتے ہی ہو جائے گا نہ یہ کہ کچھ وقت گذر کر ہو جیسا کہ ایک دانا صاحب معرفت کے نزدیک یہ بات ظاہر ہے اور اسی طرح چاند گرہن ہوا۔ اور بہتوں نے اس ملک کے لوگوں میں سے دیکھا۔"

(نور الحق حصہ دوم۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۰۱-۲۰۲)

سورج گرہن کے نصف میں ہونے کے بارے میں آپ فرماتے ہیں :۔

"یہ قول کہ سورج گرہن اس کے نصف میں ہوگا اس سے یہ مراد ہے کہ سورج گرہن ایسے طور سے ظاہر ہوگا کہ ایامِ کسوف کو نصفا نصف کر دے گا اور کسوف کے دنوں میں سے دوسرے دن کے نصف سے تجاوز نہیں کرے گا کیونکہ وہی نصف کی حد ہے۔ پس جیسا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقدر کیا کہ گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو چاند گرہن ہوا ایسا ہی یہ بھی مقدر کیا کہ سورج گرہن کے دنوں میں سے جو وقت نصف میں واقع ہے اس میں گرہن ہو۔ سو مطابق خبر واقع ہوا۔ اور خدا تعالیٰ بجز ایسے پسندیدہ لوگوں کے جن کو وہ اصلاحِ خلق کے لیے بھیجتا ہے کسی کو اپنے غیب پر اطلاع نہیں دیتا پس شک نہیں کہ یہ حدیث پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو خیر المرسلین ہے۔"

(نور الحق حصہ دوم بحوالہ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۰۴-۲۰۵)

ایک اور لطیف بات جس کا ذکر حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی کتاب نور الحق حصہ دوم میں فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید نے چاند گرہن کیلئے تو خسف کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو عام طور پر چاند گرہن کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن سورج گرہن کیلئے کسف کا لفظ استعمال نہیں فرمایا ہے جو عام طور پر سورج گرہن کے لیے استعمال کیا جاتا ہے بلکہ سورج گرہن کے لیے جُمع الشمس والقمر کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

"قرآن نے کسوف کو کسوف کے لفظ سے بیان نہیں کیا تا ایک امرِ زائد کی طرف اشارہ کرے کیونکہ یہ سورج گرہن جو بعد چاند گرہن کے ہوا یہ ایک غیر معمولی اور نادر الصور تھا اور اگر تو اس پر کوئی گواہ طلب کرتا ہے یا مشاہدہ کرنے والوں کو چاہتا ہے۔ پس اس سورج گرہن کی صور غریبہ اور اشکالِ عجیبہ مشاہدہ کر چکا ہے پھر تجھے اس بارہ میں وہ خبر کفایت کرتی ہے جو دو مشہور اور مقبول اخبار یعنی پانیر (PIONEER) اور سول اینڈ ملٹری گزٹ (CIVIL & MILITARY GAZETTE) میں لکھی گئی ہے اور وہ دونوں پرچے مارچ

۱۸۹۴ء کے مہینہ میں شائع ہوئے ہیں۔"
(نور الحق حصہ دوم۔ روحانی خزائن
جلد ۸ صفحہ ۲۱۴)

گرہنوں کے اقسام ہوتے ہیں۔ بعض گرہن خفیف ہوتے ہیں اور بعض نمایاں ہوتے ہیں۔ PROFESSOR J.A. MITCHELL نے اپنی کتاب ECLIPSES OF THE SUN (COLUMBIA UNIVERSITY PRESS NEW YORK, 5TH EDITION 1951) P.53 میں سورج گرہن کی چار اقسام کا ذکر کیا ہے :-

(1) PARTIAL (2) ANNULAR
(3) ANNULAR TOTAL (4) TOTAL

PARTIAL گرہن میں سورج کا کچھ حصہ تاریک ہوتا ہے۔ ANNULAR گرہن میں سورج کا درمیانی حصہ تاریک ہوتا ہے لیکن اطراف کا حصہ تاریک نہیں ہوتا۔ TOTAL گرہن میں سورج تمام کا تمام تاریک ہو جاتا ہے۔ ANNULAR-TOTAL جیسا کہ نام سے ظاہر ہے ANNULAR اور TOTAL کے درمیان کی قسم ہے۔ یہ تیسری قسم کا گرہن سب سے زیادہ نایاب ہے۔ PROFESSOR MITCHELL نے ماضی کے گرہنوں کا جائزہ لینے سے یہ استنباط کیا ہے کہ اوسط صدی میں ۲۳۷ سورج گرہن ہوئے جس میں سے صرف دس اس تیسری قسم کے تھے۔ ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ کا گرہن اس تیسری قسم کا تھا۔ اس لئے وہ عام سورج گرہن سے مختلف تھا۔ جیسا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ذکر فرمایا ہے۔

یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ چاند کو جب گرہن لگتا ہے تو زمین کے نصف کرہ سے زیادہ حصہ سے دیکھا جا سکتا ہے لیکن سورج گرہن کم علاقہ سے دیکھا جا سکتا ہے۔ کئی دفعہ ایسے مقامات پر سورج گرہن ہوتا ہے جہاں سمندر ہوتا ہے یا آبادی کم ہوتی ہے ۱۸۹۴ء کا سورج گرہن ایشیا کے کئی مقامات سے دیکھا جا سکتا تھا جس میں ہندوستان بھی شامل ہے جہاں پیشگوئی کے مقصود سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ موجود تھے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور آپ کے رفقاء نے اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ الحمد للہ۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس میں بھی حق کے طالبوں کے لئے نشان ہے کہ گرہن ہندوستان سے دیکھا جا سکتا تھا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں :-

"اے بندگانِ خدا فکر کرو اور سوچو کہ کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ مہدی تو بلادِ عرب اور شام میں پیدا ہو اور اس کا نشان ہمارے ملک میں ظاہر ہو اور تم جانتے ہو کہ حکمتِ الٰہیہ نشان کو اس کے اہل سے جدا نہیں کرتی۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ مہدی تو مغرب میں ہو اور اس کا نشان مشرق میں ظاہر ہو۔ اور تمہارے لئے اس قدر کافی ہے اگر تم طالبِ حق ہو۔"
(نور الحق حصہ دوم۔ روحانی خزائن
جلد ۸ صفحہ ۲۱۶)

PROFESSOR OPPOLZER کی کتاب CANON OF ECLIPSES میں صرف نمایاں سورج گرہنوں کے مقامات کو نقشہ کے ذریعہ دکھایا گیا ہے

۱۸۹۴ء کے رمضان کا سورج گرہن چونکہ نمایاں قسم کا تھا اس لیئے اس کے دکھائی دینے والے رستے کو پروفیسر OPPOLZER نے نقشہ کی مدد سے بتایا ہے۔ اس کتاب کے چارٹ نمبر ۱۴۸ میں اس سورج گرہن کے راستہ کی نشان دہی کی گئی ہے۔ ۱۸۹۴ء کے NAUTICAL ALMANAC LONDON میں بھی اس سورج گرہن کے راستہ کو نقشہ کے ذریعے بتایا گیا ہے۔ دونوں کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے کہ سورج گرہن کا راستہ ہندوستان میں سے گزرتا ہے۔ الحمد للہ

الغرض سیدنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی بڑی باریکیوں کے ساتھ، بڑی لطافت کے ساتھ، حسن و جمال کے ساتھ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے حق میں پوری ہوئی۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

سر آئزک نیوٹن نے کشش ثقل کا نظریہ LAW OF GRAVITATION سترھویں صدی عیسوی میں معلوم کیا تھا۔ اس سے قبل علم ہیئت کے باریک حساب ممکن نہ تھے لیکن ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالم الغیب خدا سے اطلاع پا کر ایسی حیرت انگیز پیش گوئی فرما دی کہ امام مہدی کی آمد بتانے کے لیئے اس سے بہتر آسمانی علامت تصور میں نہیں آتی۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ و آل محمدٍ۔

پیشگوئی کے پورا ہونے پر حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے مبارکباد

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے پر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ بہت خوش ہوئے اور آپ نے اپنی کتاب نور الحق حصہ دوم میں جو ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی ایک عربی قصیدہ بھی تحریر فرمایا جس میں آپ نے اپنے شکر کے جذبات کا اظہار فرمایا اور جماعت کو مبارکباد دی۔ اس عربی قصیدہ کے چند اشعار کا اردو ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں :-

- تمہیں اے جماعتِ برادران بشارت ہو
  تمہیں اے جماعتِ دوستاں مبارک ہو۔

- خدا تعالیٰ کی عنایت کی چمک ظاہر ہو گئی
  اور جو شخص دو آنکھیں رکھتا ہے اس
  کے لیئے راہ کھُل گئی۔

- سورج اور چاند کو ان ملکوں میں
  باذن اللہ رمضان میں گرہن لگ گیا۔

- اور ایک بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
  ایسے پاک طور پر ظاہر ہو گئی کہ کوئی میل اسکے ساتھ نہیں۔

- اور ان میں صاعقہ کی طرح ایک ہیبت ہے
  اور سواروں کی طرح ایک رعبناک گردن کشی ہے۔

. . . . . .

- آج وہ دن ہے جس میں ہمارا صدق ظاہر ہو گیا

. . . .

- آج ہر یک اہل بصیرت رو رہا ہے
اور رونے کا سبب اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو یاد کرنا ہے

- اور دوسرا یہ سبب کہ رونے والے آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کی تصدیق کرتے ہیں۔
اور بخشائش محسن حقیقی کی عظمت کا تصور کر رہے ہیں۔

- آج ہر ایک دانا بیعت کرنے والا
اپنے ایمان میں ایسا زیادہ ہو گیا کہ گویا نیا ایمان پایا۔

. . . .

- آج رمضان کے گزرنے کے بعد
اور لوگوں کیلئے ایک عید ہے اور ہمارے لیے دو عیدیں

- چاند تمہیں ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے
اور سورج تمہیں ایمان کی طرف بلا رہا ہے۔

- تمہارے فائدے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے نشان ظاہر ہو گئے
وہ تمہارے ہی ملک میں مؤید سبحانی کیلئے ظاہر ہوئے۔

- کیا یہ کسی نجومی کا کام ہے
یا خدا تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔

- یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے
پناہ خلقت کی اور سردار بہادروں کا۔

. . . .

- اے میری قوم میرا نشان رمضان میں ظاہر ہوا
خدائے رحمان اور جزائے دہندہ سے۔

- پس اگر تو چاہتا ہے تو ہمارے رب کی آیات کو پڑھ
اور وہ آیت یہ ہے کہ خسف القمر کو اور ظلم سے الگ ہو جا۔

- پھر حدیث آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
قرآن شریف کی آیات کی شرح ہیں۔

- یہ ہمارے نبی اور حبیب کا کلام ہے
پس اس کی طرف متوجہ ہو اور ادنیٰ لوگوں کا ذکر چھوڑ دے۔

. . . .

یہ لمبا قصیدہ ہے جو اس دعا پر ختم ہوتا ہے:۔

"یا ربّ بارکھا بوجہ محمّد
ریق الکرام و نخبۃ الاعیان
اے خدا محمدؐ کے منہ کیلئے اس میں برکت ڈال
جو سب کریموں سے افضل اور برگزیدوں
سے برگزیدہ ہے"

۱۳۱۲ھ ۱۸۹۵ء میں دوسری دفعہ رمضان میں گرہن

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ دو دفعہ رمضان میں گرہن ہونا:۔

انّ الشمس تنکسف مرّتین
فی رمضان۔

(مختصر تذکرہ قرطبی صفحہ ۱۴۰ للقطب الربانی شیخ عبدالوہاب شعرانی رح)

چنانچہ اگلے سال ۱۸۹۵ء میں بھی رمضان کے

مہینہ میں گرہن ہوئے۔ یہ گرہن قادیان سے نظر نہیں آئے
زمین کے مغربی کرہ کے بعض علاقوں سے نظر آسکتے تھے۔
چاند گرہن ۱۱ر مارچ ۱۸۹۵ء کو ہوا اور سورج گرہن
۲۶ر مارچ ۱۸۹۵ء کو ہوا۔ ان گرہنوں کے وقت بھی
قادیان میں رمضان کی تاریخیں ۱۳ اور ۲۸ تھیں۔
مقام کے بدلنے سے گرہن کی تاریخیں بدل سکتی ہیں۔ اس
دفعہ کا سورج گرہن نمایاں قسم کا نہیں تھا۔ لہٰذا
PROFESSER VON OPPOLZER نے اپنی
کتاب میں اس کے دکھائی دینے والے مقامات کو
نقشے پر ظاہر نہیں کیا۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی
میں جو ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی ان گرہنوں کا بھی ذکر
فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا
ہے یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا
ہے۔ اوّل اس ملک میں اور دوسرے امریکہ
میں اور دونوں مرتبہ انہی تاریخوں میں ہوا
ہے جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے۔
اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی
معہود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے
نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن
کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دے کر
صدہا اشتہار اور رسالے اردو اور فارسی
اور عربی میں شائع کیے اس لیے یہ نشان
آسمانی میرے لیے متعین ہوا۔ اور
دوسری اس پر دلیل یہ ہے کہ بارہ برس
پہلے اس نشان کے ظہور سے خدا تعالیٰ نے اس
نشان کے بارے میں مجھے خبر دی تھی کہ
ایسا نشان ظہور میں آئے گا اور وہ خبر
براہین احمدیہ میں درج ہو کر قبل اس کے
جو یہ نشان ظاہر ہو لاکھوں آدمیوں میں
مشتہر ہو چکی تھی......"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۵)

مُنذ خلق السّموات والارض کی تشریح اور اس اعتراض کا جواب کہ سورج چاند گرہن رمضان میں کئی دفعہ ہوئے۔

یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ سورج گرہن، چاند
گرہن رمضان کے مہینے میں کئی دفعہ ہوئے ہیں لہٰذا
۱۳۱۱ھ/۱۸۹۴ء کے گرہن کو اہمیت نہیں دی جا سکتی۔ یہ درست
ہے کہ وقتاً فوقتاً رمضان کے مہینے میں دونوں گرہن
ہوئے ہیں لیکن حدیث شریف میں معین تاریخوں کا ذکر
ہے اور مدعی کا موجود ہونا ضروری شرط ہے۔ حدیث
شریف کے الفاظ لم تکونا منذ خلق السّموٰت
والارض صاف طور پر بتاتے ہیں کہ اس پیشگوئی
میں کوئی معمولی بات نہیں بتائی گئی ہے۔

خاکسار نے جو مطالعہ کیا ہے اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ کم و بیش ہر بائیس سال میں ایک سال یا متواتر
دو سال ایسے آتے ہیں جبکہ چاند اور سورج کو رمضان
کے مہینہ میں دنیا کے کسی نہ کسی حصہ پر گرہن لگتا ہے۔
لیکن کسی معین جگہ سے معین رمضان کی تاریخوں میں
دونوں گرہنوں کا نظر آنا اس واقعہ کو نایاب بنا دیتا
ہے۔ ۱۸۹۴ء کے گرہن کا دوسرے گرہنوں سے موازنہ

کرنا بہت ایمان افروز ہے۔

خاکسار نے اپنے دوست DR. GOSWAMI MOHAN BALLAGH کے ساتھ جو عثمانیہ یونیورسٹی میں ریڈر ہیں ۱۸۰۰ء تا ۲۰۰۰ء میں رمضان میں ہونیوالے گرہنوں کا مطالعہ کیا ہے۔ ہمارا حاصلِ مطالعہ یہ رہا کہ ان دو صدیوں میں سترہ دفعہ سورج گرہن اور چاند گرہن دونوں رمضان کے مہینہ میں ہوئے لیکن صرف ۱۸۹۴ء ہی ایسا سال تھا جس میں سورج گرہن چاند گرہن قادیان پر مقررکردہ تاریخوں میں ہوئے۔

کلکتہ میں حکومتِ ہندوستان کا ادارہ ہے:۔

METEOROLOGICAL DEPARTMENT
POSITIONAL ASTRONOMY CENTRE

میری درخواست پر وہاں کے سائنسدانوں نے بھی تحقیق کی۔ انہوں نے دس دفعہ کے گرہنوں کا مطالعہ کیا انہوں نے بھی صرف ۱۸۹۴ء کے سال کو ایسا پایا جس میں سورج گرہن اور چاند گرہن دونوں قادیان سے مقررکردہ تاریخوں میں نظر آسکتے تھے۔ اُن کی تحقیق کی تفصیل جولائی ۱۹۸۷ء کے رسالہ REVIEW OF RELIGIONS میں شائع ہوئی ہے۔ الغرض دونوں گرہنوں کا مقررکردہ تاریخوں میں قادیان سے نظر آنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ کئی رمضان میں ہونے والے کسوف خسوف میں سے ایک کسوف خسوف اس صفت کا ہوا ہے۔

علاوہ ازیں مدعی کا موجود ہونا پیشگوئی کے پورا ہونے کے لیئے ضروری شرط ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ اِنّ لمھدینا سے واضح ہے کہ سورج اور چاند گرہن کے نشان مہدی کے فائدے کیلئے ہیں۔ محض گرہنوں کا ہونا بحث کا مقصد نہیں ہے۔

لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض سے یہ مراد ہے کہ نشان کے طور پر یہ گرہن پہلے کبھی نہیں ہوئے۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ہمیں اس بات سے بحث نہیں کہ ان تاریخوں میں کسوف خسوف رمضان کے مہینہ میں ابتدائے دنیا سے آج تک کتنی مرتبہ واقع ہوا ہے۔ ہمارا مدعا صرف اس قدر ہے کہ جب سے نسلِ انسان دنیا میں آئی ہے نشان کے طور پر یہ کسوف خسوف صرف میرے زمانہ میں میرے لیئے واقع ہوا ہے اور مجھ سے پہلے کسی کو یہ اتفاق نصیب نہیں ہوا کہ ایک طرف تو اس نے مہدی موعود ہونے کا دعوٰی کیا ہو اور دوسری طرف اس کے دعوٰی کے بعد رمضان کے مہینہ میں مقررکردہ تاریخوں میں خسوف کسوف بھی واقع ہوگیا ہو اور اس نے اس کسوف خسوف کو اپنے لیئے ایک نشان ٹھیرایا ہو۔ اور دارقطنی کی حدیث میں یہ تو کہیں نہیں ہے کہ پہلے کبھی کسوف خسوف نہیں ہوا۔ ہاں یہ تصریح سے الفاظ موجود ہیں کہ نشان کے طور پر یہ پہلے کسوف خسوف نہیں ہوا کیونکہ لم تکونا کا لفظ مؤنث کے صیغہ کے ساتھ دارقطنی میں ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ ایسا نشان کبھی ظہور میں نہیں آیا اور اگر یہ مطلب ہوتا کہ کسوف

خسوف پہلے کبھی ظہور میں نہیں آیا تو لفظ لم یکونا مذکر کے صیغہ سے چاہیئے تھا نہ کہ لم تکونا کہ جو مؤنث کا صیغہ ہے جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد ایتین ہے یعنی دو نشان کیونکہ یہ مؤنث کا صیغہ ہے پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ پہلے بھی کئی دفعہ خسوف کسوف ہو چکا ہے اُسکے ذمہ یہ بارِ ثبوت ہے کہ وہ ایسے مدعیٔ مہدویت کا پتہ دے جس نے اس کسوف خسوف کو اپنے لیئے نشان ٹھیرایا ہو اور یہ ثبوت یقینی اور قطعی چاہیئے اور یہ صرف اسی صورت میں ہوگا کہ ایسے مدعی کی کوئی کتاب پیش کی جائے جس نے مہدی معہود ہونے کا دعوٰی کیا ہو اور نیز یہ لکھا ہو کہ خسوف کسوف جو رمضان میں دار قطنی کی مقرر کردہ تاریخوں کے موافق ہوا ہے وہ میری سچائی کا نشان ہے۔ غرض صرف کسوف خواہ ہزاروں مرتبہ ہوا اس سے بحث نہیں۔ نشان کے طور پر ایک مدعی کے وقت صرف ایک دفعہ ہوا ہے اور حدیث نے ایک مدعیٔ مہدویت کے وقت میں اپنے مضمون کا وقوع ظاہر کر کے اپنی صحت اور سچائی کو ثابت کر دیا !"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۵)

نیز حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"درحقیقت آدم سے لے کر اس وقت تک کبھی اِس قسم کی پیشگوئی کسی نے نہیں کی۔ یہ پیشگوئی چار پہلو رکھتی ہے یعنی (۱) چاند گرہن متعلقہ تاریخوں میں سے پہلی رات میں ہونا (۲) سورج کا گرہن اس کے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہونا (۳) یہ کہ رمضان کا مہینہ ہونا۔ (۴) چوتھے مدعی کا موجود ہونا جس کی تکذیب کی گئی۔ پس اگر اس پیشگوئی کی عظمت کا انکار ہے تو دنیا میں اِس کی نظیر پیش کرو اور جب تک نظیر نہ مل سکے تب تک یہ پیشگوئی ان تمام پیشگوئیوں سے اوّل درجے میں ہے جن کی نسبت آیت فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً کا مضمون صادق آسکتا ہے کیونکہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ آدم سے اخیر تک اس کی نظیر نہیں !"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۹ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۰ء)

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا انعامی چیلنج

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی کتاب نور الحق حصہ دوم میں یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اِس نشان کی مثیل پیش کر سکے تو اُسے ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں :-

"کیا تم ڈرتے نہیں کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو جھٹلایا۔ حالانکہ اس کا صدق چاشت گاہ کے آفتاب

کی طرح ظاہر ہوئی۔ کیا تم اس کی نظیر پہلے زمانوں میں سے کسی زمانہ میں پیش کر سکتے ہو۔ کیا تم کسی کتاب میں پڑھتے ہو کہ کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور پھر اس کے زمانہ میں رمضان میں چاند اور سورج کا گرہن ہوا جیسا کہ اب تم نے دیکھا۔ پس اگر پہچانتے ہو تو بیان کرو اور تمہیں ہزار روپیہ انعام ملے گا اگر ایسا کر دکھاؤ۔ پس ثابت کرو اور یہ انعام لے لو اور میں خدا تعالیٰ کو اپنے اس عہد پر گواہ ٹھیراتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو اور خدا سب گواہوں سے بہتر ہے۔ اور اگر تم ثابت نہ کر سکو اور ہرگز ثابت نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جو مفسدوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔"
(نور الحق حصہ دوم۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۱۲)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے حلفیہ اعلانات

بالآخر میں اس ضمن میں سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے حلفیہ اعلانات پیش کرتا ہوں آپ فرماتے ہیں:۔

"میرے ہی زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہوا۔ میرے ہی زمانہ میں ملک پر موافق احادیث صحیحہ اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں کے طاعون آئی۔ اور میرے ہی زمانہ میں نئی سواری یعنی ریل جاری ہوئی اور میرے ہی زمانہ میں میری پیشگوئیوں کے مطابق خوفناک زلزلے آئے تو پھر کیا تقویٰ کا مقتضا نہ تھا کہ میری تکذیب پر دلیری نہ کی جاتی؟ دیکھو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزاروں نشان میری تصدیق کے ظاہر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور آئندہ ہوں گے اگر یہ انسان کا منصوبہ ہوتا تو اس قدر تائید اور نصرت اس کی ہرگز نہ ہوتی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۵)

نیز آپ فرماتے ہیں:۔

"اور میں بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ کیا ہے۔ میرے نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے کہ اس وقت آسمان پر خسوف کسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی۔"
(دافع البلاء صفحہ ۱)

نیز آپ فرماتے ہیں:۔

"مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے اور اس وقت ظاہر کیا ہے جبکہ مولویوں نے میرا نام دجال اور کذاب اور کافر بلکہ اکفر رکھا تھا۔ یہ وہی نشان ہے جس کی نسبت

(بقیہ صفحہ ۵۸ پر)

یہ بارش تو لے ڈوبے گی، اتنے زور سے آئی ہے
گاؤں گاؤں، قریہ قریہ ایک قیامت چھائی ہے
کتنی باتیں آپ کی مانی، ایک اُس نے منوائی ہے
خودی کے جلوے دیکھنے والے! دیکھ! اُسکی یہ خدائی ہے
پانی سر سے گزر گیا ہے، پانی پانی ہے ہر سُو!
نوح کی کشتی کھینے والے! تجھ پہ آس لگائی ہے
سُوکھا چمڑا جیب ہماری، جلتے ہیں ہم پانی میں
صحرا صحرا جنگل جنگل پیاس نے آگ لگائی ہے
کُرسیوں کے چکّر میں آقا! لوگ پکاریں اب کس کو!
بے کس بھوکی پیاسی خلقت تیرے در پر آئی ہے

مایا ہیں وہ، کایا ہیں وہ، رُوپ انوپ کی چھایا ہیں وہ
جلوے دیکھو اُس کے ہر سُو! وہ ہر سُو ہر جائی ہے

(غالب احمد)

سیّدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی سادگی، عاجزی، نرمی، عفو

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ہاتھ میں حضرت صاحبزادہ سیّد عبد اللطیف کا ہاتھ

حضرت صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب جماعتِ احمدیہ کی وہ زندہ جاوید ہستی ہیں جنہوں نے اپنی جان خدا کی راہ میں فدا کرنے کا تاریخی اعزاز پایا۔ ان کے جذبۂ عشق اور احمدیت سے محبت کی ایک نہایت دلکش مثال تاریخ احمدیت کے صفحات میں محفوظ ہے۔ جن دنوں حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے آستانہ پر حاضر تھے ایک دن ایک ہندوستانی مولوی حضور سے ملنے اور بحث کرنے آیا۔ اس نے آکر کہا کہ مَیں ایک جماعت کی طرف سے نمائندہ ہو کر آپ کے دعویٰ کی تحقیق کے لیئے آیا ہوں۔ وہ شخص اپنی علمیت کے اظہار کے لیئے بڑے۔ بڑے مشکل الفاظ بڑے تکلف سے ادا کرتا تھا۔ حضرت نے اُس کو سمجھانے کے لیئے سلسلۂ کلام شروع فرمایا تو وہ گستاخ شخص حضور کی بات بیچ میں سے کاٹ کر بول پڑا " دعویٰ تو آپ کو مسیح و مہدی ہونے کا ہے مگر حالت یہ ہے کہ آپ الفاظ کا تلفظ بھی صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتے " (یاد رہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے مخالف جو علم کا معیار تکلف اور بناوٹ سے صحیح مخرج سے الفاظ ادا کرنے میں سمجھتے تھے آپ پر اکثر اس قسم کا الزام عائد کیا کرتے تھے۔)

خیر! اُس شخص کے اس گستاخانہ طرزِ عمل سے حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کو جو حضور کے ساتھ ہی تشریف فرما تھے، بہت غصّہ آیا، انہوں نے اُسی جوش میں اور اپنے امام و مقتداء کی محبت میں اُس شخص کے ساتھ فارسی زبان میں گفتگو شروع کر دی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب جوش میں اور نجانے کیا کر بیٹھتے کہ حضور نے جن کو ان کا مسلک و مشرب ہی نرمی بتایا گیا تھا حضرت صاحبزادہ صاحب کو سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا۔ صاحبزادہ صاحب کا جوش کس نقطہ پر تھا اور حضور کی نرمی اور رأفت کا دریا کس درجہ جوش میں رہتا تھا اُس کا اندازہ اِس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ بعد میں ایک بار جبکہ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف بھی محفل میں موجود تھے اس واقعے کا ذکر فرماتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

"اُس وقت مولوی صاحب کو بہت غصّہ آگیا تھا چنانچہ مَیں نے اس ڈر سے کہ کہیں وہ اس غصّہ میں اُس مولوی کو کچھ مار ہی نہ بیٹھیں، مولوی صاحب کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دبائے رکھا تھا۔"

کیسا لطف محسوس ہوتا ہے اس پاک اور بابرکت محفل

کا تصور کرتے ہوئے کہ حضور اپنے ایک مخلص ترین مرید کو ایک جائز بات پر مشتعل ہوتے دیکھ کر احتیاطاً محبت اور پیار کے تقاضوں سے مجبور ہو کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور جب تک معاملہ رفع دفع نہیں ہو جاتا وہ ہاتھ نہیں چھوڑتا۔ کیسا مقدس تھا وہ ہاتھ اور کتنا خوش قسمت تھا وہ وجود جس کا ہاتھ مسیح پاک نے تھامے رکھا۔[1]

رفق اور ملائمت کی تلقین

حضور کا ارشاد گرامی ہے :۔

"..... منکروں کے واسطے بھی دعا کی جاوے اس سے سینہ صاف اور انشراح پیدا ہوتا ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے۔ اس لئے جب تک ہماری جماعت یہ رنگ اختیار نہیں کرتی اس میں اور اس کے غیر میں پھر کوئی امتیاز نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہ ضروری امر ہے کہ جو شخص ایک کے ساتھ دین کی راہ سے دوستی کرتا ہے اور اس کے عزیزوں سے کوئی ادنیٰ درجہ کا ہے تو اس کے ساتھ نہایت رفق اور ملائمت کے ساتھ پیش آنا چاہیئے اور ان سے محبت کرنی چاہیئے کیونکہ خدا کی یہ شان ہے ؏

بداں را بہ نیکاں نہ بخشد کریم[2]

---

[1] سیرۃ المہدی حصہ دوم از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب صہ۵۲

[2] ملفوظات جلد سوم صہ۹۷۔

ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں

حضور کا ارشاد ہے :۔

"..... یاد رکھو ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں اس لیئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذباتِ نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو۔ اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں بُرے بُرے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لیئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔"[1]

---

[1] تبلیغ رسالت جلد ہفتم صہ ۴۲-۴۵)

عفو و نرمی کی مثال

اسی ضمن میں ایک اور واقعہ ۱۸۹۲ء میں پیش آیا۔ حضور اپنے دعویٰ مسیحیت کے بعد لاہور تشریف لے گئے اور لنگے منڈی میں محبوب رائیوں کے مکان میں تشریف فرما تھے۔ ایک دن محفل میں ایک برہمو لیڈر بھی موجود تھے جو حضرت عرفانی الکبیر کے بقول غالباً اناباش موزمدار بابو تھے۔ وہ حضور سے کچھ استفسار کر رہے تھے۔ اور حضرت جواب عطا فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں ایک بدزبان مخالف آیا اور اس نے حضور کے سامنے آکر نہایت دل آزار اور گندی باتیں آپ کے بارے میں کیں۔ حضور کا معمول تھا کہ محفل میں خاموش بیٹھے ہوتے تو منہ پر ہاتھ رکھے یا پگڑی کا شملہ منہ پر رکھے بیٹھا کرتے تھے۔ اس شخص کی بدکلامی اور بدزبانی نے آپ کی طبیعت پر کوئی اثر نہ ڈالا۔ اور حضور اسی سکون اور جمعیتِ خاطر کے انداز میں منہ پر ہاتھ رکھے خاموش بیٹھے رہے اور اس آرام سے وہ بدکلامی سنتے رہے گویا کوئی شخص بڑی شیریں کلامی سے بات کر رہا ہے۔ اس برہمو لیڈر نے اس شخص کو منع کرنا چاہا مگر اس نے کوئی پرواہ نہ کی۔ حضور فرمانے لگے آپ اسے کچھ نہ کہیں جو یہ کہتا ہے اسے کہنے دیجئے۔ آخر جب وہ شخص بکواس کر کے تھک گیا تو خود ہی خاموش ہو گیا اور اٹھ کر چلا گیا۔

وہ برہمو لیڈر حضور کے اس بے مثال صبر، نرمی اور ضبطِ نفس سے بے حد متاثر ہوا اور کہنے لگا۔

"یہ آپ کا بہت بڑا اخلاقی معجزہ ہے"!

کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ اس وقت حضور ایک معزز آدمی کو سامنے پا کر اس بے باک اور گستاخ کو چپ کرا سکتے تھے، اپنے مکان سے نکال سکتے تھے۔ اور آپ کے ادنیٰ اشارے پر اسے خاموش کیا جا سکتا تھا مگر حضور نے کامل حلم اور ضبطِ نفس کا ثبوت دیا۔ اور اپنے اس شعر کی عملی تصویر بنے بیٹھے رہے کہ ؎

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے

درشتی سے اعراض کرو

حضور فرماتے ہیں :۔

"میں بڑی تاکید سے اپنی جماعت کو جہاں کہیں وہ ہیں منع کرتا ہوں کہ وہ کسی قسم کا مباحثہ، مقابلہ اور مجادلہ نہ کریں۔ اگر کہیں کسی کو کوئی درشت اور نا ملائم بات سننے کا اتفاق ہو تو اعراض کرے۔ میں بڑے وثوق اور سچے ایمان سے کہتا ہوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری تائید میں آسمان پر خاص تیاری ہو رہی ہے۔ ہماری طرف سے ہر پہلو کے لحاظ سے لوگوں پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ اس لئے اب خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے اس کارروائی کے کرنے کا ارادہ فرمایا ہے جو وہ اپنی سنتِ قدیم کے موافق اتمامِ حجت کے بعد کیا کرتا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ اگر ہماری جماعت کے لوگ بدزبانیوں اور فضول بحثوں سے باز نہ آئیں گے تو ایسا نہ ہو کہ آسمانی کارروائی میں کوئی تاخیر اور روک پیدا ہو جائے"! (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۸۲-۲۸۳)

طبیعت کی نرمی

حضور کا طرزِ عمل ادنیٰ گھریلو ملازموں کے بارے میں کس نرمی اور عفو کا تھا اس کی ایک جھلک ملاحظہ کریں۔

ایک بار آپ نے اپنے ذاتی ملازم حامد علی کو کچھ لفافے اور کارڈ ڈاکخانہ میں ڈالنے کے لیئے دیئے۔ حامد علی کسی اور کام میں مشغول ہو کر اس کام کو بھول گیا اور لفافے بھی اِدھر اُدھر ہو گئے۔ ایک ہفتہ کے بعد حضور کے صاحبزادے حضرت محمود جو چھوٹی عمر کے تھے کچھ لفافے اور کارڈ لیئے حضور کے پاس دوڑے آئے کہ ابا ہم نے کوڑے کے ڈھیر سے خط نکالے ہیں۔ آپ نے دیکھا تو وہی خط تھے جن میں بعض رجسٹرڈ خط تھے اور آپ اُن کے جواب کے منتظر تھے۔ آپ نے حامد علی کو بُلوایا اور خط دکھا کر بڑی نرمی سے صرف اتنا کہا۔ حامد علی تمہیں نسیان بہت ہو گیا ہے۔ فکر سے کام کیا کرو۔

ایک دفعہ گھر کے اندر ایک خادمہ عورت نے کچھ چاول چرا لیئے۔ گھر میں شور مچ گیا۔ اس عورت کی بغل سے کوئی پندرہ سیر کی گٹھڑی چاولوں کی نکلی۔ ہر طرف سے لعنت ملامت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ حضرت کسی کام سے ادھر آنکلے۔ پوچھا یہ کیا غل ہے۔ کسی نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ آپ نے نہایت نرمی سے فرمایا "محتاج ہے کچھ تھوڑے سے چاول اسے دے دو اور ڈانٹ پھٹکار نہ کرو اور خدا تعالیٰ کی ستّاری کا شیوہ اختیار کرو۔"

گویا نہ صرف خادمہ کو معاف فرما دیا بلکہ اس کی دلداری کے لیئے کچھ چاول اُسے دلا بھی دیئے۔ عفوو کرم کا یہ واقعہ بطور مثال بیان کرنے کے لائق ہے۔

مَیں تو نہیں کہہ سکتا — !!

طبیعت کی نرمی کا ایک اور واقعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے آپ کو سخت سر درد ہو رہا تھا۔ اور مَیں بھی آپ کے پاس بیٹھا تھا اور پاس حد سے زیادہ شور و غل برپا تھا۔ مَیں نے عرض کیا جناب کو اس شور سے تکلیف تو نہیں ہوتی۔ فرمایا۔ ہاں اگر چُپ ہو جائیں تو آرام ملتا ہے۔ مَیں نے عرض کیا، تو جناب کیوں حکم نہیں کرتے۔

فرمایا، آپ ان کو نرمی سے کہہ دیں۔ مَیں تو کہہ نہیں سکتا۔ گویا کہ دوسرے شخص کو روکنے کے لیئے کہا بھی تو ساتھ ہدایت کر دی کہ دیکھنا سختی سے نہ روکنا۔ بات کرنا تو نرمی سے کہ بچّے اور گھر کے دوسرے لوگوں پر گراں نہ گزرے۔ اپنی تکلیف کی شدت میں بھی طبیعت کی نرمی اِس جوبن پر ہے کہ دوسروں کی معمولی دل شکنی کا خیال بھی سوہانِ رُوح بنا ہوُا ہے۔

حضور کی پاکیزہ نصائح

حضور فرماتے ہیں :۔

"..... اس کے بندوں پر رحم کرو۔ اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لیئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ

گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کیے جاؤ۔۔۔۔۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ اُن کی تحقیر۔ عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خودنمائی سے اُن کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دُنیا سے دل برداشتہ رہو اور اُسی کے ہو جاؤ اور اُسی کے لیئے زندگی بسر کرو۔ اور اُس کے لیئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لیئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لیئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔۔۔۔۔ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر پہلو سے چھوڑ دو۔ باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔۔۔۔۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔۔۔۔۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔"[۱]

مکان، لباس کی سادگی

حضور کی طبیعت کی سادگی کا ایک اندازہ اس طرح سے ہوتا ہے کہ حضور مکان اور لباس کی آرائش اور زینت سے بالکل غافل اور بے پرواہ ہوتے تھے۔ آپ کی ایسی حیثیت تھی کہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور قیمتی سے قیمتی سامانِ آرائش و زیبائش آپ کو میسر آسکتا تھا مگر آپ کے رہنے کا مکان نہایت ہی سادہ تھا۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب مہمانوں کی ضرورت کے لیئے مکان بنوانے کی ضرورت پیش آئی ہے بار بار یہی تاکید فرمائی ہے کہ اینٹوں اور پتھروں پر پیسہ خرچ کرنا عبث ہے۔ اتنا ہی کام کرو جو چند روز بسر کرنے کی گنجائش ہو جائے۔ اس مکان کی تعمیر کے ضمن میں بڑھئی لکڑی کے تختوں کو رندے سے صاف کر کے نرم و ملائم بنا رہا تھا کہ حضور نے اُسے فرمایا یہ محض تکلف ہے اور ناحق کی دیر لگانا ہے مختصر کام کرو۔

(یوسف سہیل شوق)

---

[۱] کشتی نوح صفحہ ۱۵-۲۰

نظر کے ٹیسٹ کے لئے ایک نئے چارٹ کی ایجاد

(مکرم محمد احمد صاحب ایم ایس سی۔ دارالنصر غربی ربوہ)

آنکھوں کی کمزوری کو جانچنے کے لیئے جسے ہم عُرفِ عام میں نظر کا ٹیسٹ کہتے ہیں ایک نیا ٹیسٹ چارٹ ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ چارٹ آنکھوں کی کمزوری کو جانچنے میں مدد دے گا اور جلد ہی عام استعمال ہونے لگے گا۔ اس کو امریکی اور برطانوی سائنسدانوں نے مل کر بنایا ہے۔ یہ روایتی آئی ٹیسٹ چارٹ کی طرح نہیں جس میں حروف آہستہ آہستہ چھوٹے دکھائے جاتے ہیں۔ بلکہ نئے چارٹ میں حروف کو آہستہ آہستہ مدھم دکھایا جاتا ہے۔ جس قدر زیادہ تعداد میں آپ الفاظ کو پڑھ سکیں گے اسی قدر آپ کی آنکھوں کی قوت زیادہ ہو گی جو روشنی اور اندھیرے کے فرق میں تمیز کر سکے۔ یہ وہی تیکنیک ہے جو کہ ٹیلی ویژن کی پکچر ٹیوب کی کوالٹی کو جاننے کے لیئے استعمال ہوئی تھی۔ اس کا نام پی ایل روبسن چارٹ PELI - ROBSON CHART رکھا گیا ہے۔

جان روب سن جو کہ کیمبرج یونیورسٹی میں نیورو فیزیالوجی کے شعبہ میں ریڈر ہیں اور ڈینی اس پی جو کہ نیویارک میں سائراکیوز SYRACUSE یونیورسٹی امریکہ میں نیورو سائنسدان ہیں، دونوں نے یہ چارٹ ایجاد کیئے ہیں۔ جس سے آنکھ کے اندرونی پردے ریٹینا کے اندر سیلز میں خامیوں اور خرابیوں کو نمایاں کیا جا سکتا ہے۔ صحتمند آنکھ میں یہ سیلز اس قدر بہتر نتائج پیش کرتے ہیں کہ ہم مدھم ترین شکلوں میں تمیز کر سکتے ہیں۔

آنکھوں کی بعض بیماریوں کی ابتداء میں ہی یہ سیلز بُری طرح تباہ ہو جاتے ہیں کہ سیاہ و سفید میں تمیز کرنے کے بارے میں آنکھ کی صلاحیت ختم ہو گئی اور اب وہ روایتی پرانا ٹیسٹ چارٹ نہیں پڑھ سکتا۔ جناب روبسن کے مطابق تیئنتیس فیصد لوگ اس وجہ سے ایسی بیماری میں مبتلاء

Traditional eye chart

DHSCNO
CHDROH
VHKSKV
ZCHOSH
HKNOZS
DRHKNZ
HKSCZR

Pelli-Robson chart

OHDNSZ
SNVOSK
RKCHDS
SRHZSV

ہوتے ہیں جس کا پتہ عام چارٹ کے ذریعہ نہیں چلتا تھا۔

پُرانے روایتی چارٹ سے آنکھوں کی بیماری نہیں ڈھونڈی جا سکتی کیونکہ یہ تو صرف آنکھوں کی چھوٹے حروف پڑھنے کی استطاعت کو جانچتا ہے۔ اگر آنکھیں ٹھیک فوکس ہو جائیں تو چھوٹے حروف کو پڑھنے کا دارومدار اس بات پر ہے کہ ریٹینا میں سیلز کس قدر نزدیک نزدیک جڑے ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ چیز نہیں جس سے عام آنکھ کی بیماری متاثر ہوتی ہے۔

نئے چارٹ میں تمام حروف ایک ہی سائز کے ہیں جو کہ پُرانے روایتی چارٹ کی پہلی لائن والے بڑے حروف کے ہی برابر ہیں جو کہ پانچ سنٹی میٹر بلند ہیں۔

ایجاد کنندگان کے لیئے یہ بڑا مسئلہ تھا کہ وہ پرانے چارٹ کو مدنظر رکھ کے حروف کی سیاہی میں کمی کریں کیونکہ آخری لائن والے حروف جسامت میں بہت چھوٹے تھے اور اس لائن کے حروف کی سیاہی سفید پشت کے حساب سے ایک فیصد سیاہ کرنا تھی۔

اس مشکل کو انہوں نے لیزر پرنٹر استعمال کر کے حل کیا جس سے انہوں نے نقطوں کو پرنٹ کیا۔ ان نقطوں میں ہر نقطہ کا محیط ایک ملی میٹر کے چھبیسویں حصہ کے برابر ہے۔ پھر سائنسدانوں نے ایک کمپیوٹر پروگرام استعمال کیا جس سے ان نقطوں کو جوڑ کر انگریزی کے مختلف حروف لکھے گئے۔ اوپر والے حروف میں نقطوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ پھر دوسری لائن والے حروف میں اس سے کم۔ پھر اسی طرح آخری لائن میں واقع حروف کو لکھنے کے لیئے ۲۰ نقطے فی حرف کی شرح استعمال کی گئی۔

یہ چارٹ قیمت کے اعتبار سے بہت سستا بھی ہے اور اس چارٹ کے استعمال سے ڈاکٹر صاحبان کو یہ سہولت ہو گی کہ وہ جدید آلات کو آسانی سے استعمال میں لا کر آنکھ کی بیماری کی تشخیص کر سکیں۔ چنانچہ یہ چارٹ امریکہ کے متعدد شہروں، آکسفورڈ، لندن میں چار سال سے تحقیقی طور پر استعمال ہو چکا ہے اور بریڈ فورڈ یونیورسٹی میں بھی استعمال ہو رہا ہے جس سے ذیابیطس کے مریضوں میں آنکھوں کی بیماری کی تحقیق، دماغ میں رسولی اور دیگر بیماریوں کے ابتدائی مراحل کو جاننے میں اس چارٹ پر تحقیق ہو رہی ہے۔

روبوس کے مطابق ڈرائیونگ لائسنس حاصل کرنے کے لیئے چند ضروری مراحل میں سے ایک مرحلہ یہ چارٹ بھی ہو سکتا ہے۔ اس سے محض یہ پتہ نہیں چلتا کہ ڈرائیور صرف چھوٹے حروف ہی دیکھ سکتا ہے یا نہیں بلکہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں دیکھنے کی کس قدر قوت موجود ہے۔ اس سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ دھند کے موسم میں چیزوں کو واضح طور پر دیکھنے کے قابل بھی ہے یا نہیں۔

(ماخوذ از نیو سائینٹسٹ)

NEW SCINTIST

11 Aug.

صفائی کی اہمیت

اور

وبائی امراض اور اُن سے بچاؤ

(محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ)

آج مجھے "صفائی کی اہمیت" اور "وبائی امراض اور اُن سے بچاؤ" کے عناوین پر کچھ لکھنا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ یہ عنوان ایسا ہے جس میں دلچسپی پیدا کرنا بہت مشکل ہے۔ میں نے بہت کوشش سے بات کو مختصر کیا ہے۔ لیکن آپ سوچیں کہ بیماریوں اور پھر وبائی بیماریوں کے تصوّر کے ساتھ ایک گہری سنجیدگی کا تصوّر وابستہ ہے اور معالج جب تک سنجیدگی سے مریض کو نہ دیکھے تشخیص اور علاج ممکن نہیں ہوتا۔ اس لیئے آج کے چند منٹ آپ سنجیدگی کے ساتھ میرے لیئے وقف کر دیں۔ شاید آپ کے دل میں میری کوئی بات اُتر جائے اور عمرِ عزیز کے کسی لمحہ میں وہ لوگ جو تیمارداری کے جذبہ سے سرشار ہیں یا ڈاکٹر بننا چاہتے ہیں کبھی اس سے فائدہ اُٹھائیں اور سمجھ لیں کہ بیماری کے متعلق کچھ جاننا اور پھر دوسروں کو بتانا کتنا مشکل ہوتا ہے۔

وبا ایسی ہوتی ہے کہ خدا کبھی کسی کو نہ دکھائے اس میں ایک ایک دن بلکہ ایک ایک گھنٹہ یا یوں کہیئے ایک ایک منٹ میں ہزاروں لوگ مرجاتے ہیں حتیٰ کہ انہیں دفن کرنے والا کوئی نہیں ملتا۔ بہرحال اگر خداتعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم پر عمل کریں جو اس کے برگزیدہ نبیوں کے ذریعے ہم تک پہنچی ہیں یا سائنس نے ہمیں بتائی ہیں تو وبا سے بچاؤ بھی ممکن ہے۔ اور اس وبا سے بچاؤ کے تصوّر کے سلسلہ میں سب سے پہلا اصول یا خیال جو ہمیں سونپا گیا ہے اس کا نام "صفائی اور اس کی اہمیت" ہے۔

صفائی کی اہمیت کے دو تصوّر فی زمانہ ہمیں ملتے ہیں:-

۱- سائنس کی رُو سے صفائی کی اہمیت۔

۲- ہمارے دین میں صفائی کی اہمیت۔

۳- یوں تو ہر گروہ ہی صفائی کی اہمیت کے قائل ہیں لیکن آج کے دَور نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ ہمارے دین میں صفائی کا تصوّر اوائل سے نہ صرف یہ کہ موجود ہے بلکہ نظامِ سائنس کے بتدریج ترقی پانے والے نظام سے بہتر اور مکمّل ہے۔

صفائی کی اہمیت کا بیان انسان کی پیدائش

سے شروع ہو کر بلکہ اس کی پیدائش سے پہلے سے شروع ہو کر جب وہ رحمِ مادر میں ہوتا ہے اُس کی وفات کے بعد اس کی تکفین و تدفین تک چلتا ہے۔

انسان کی ذاتی صفائی کے بعد گھروں، محلّوں، شہروں، اسکولوں اور ہسپتالوں کی صفائی انسانی صحت اور معاشرہ کے حُسن کے لیئے اشد ضروری ہے۔ اور اِن کی اہمیت اپنی جگہ واضح ہے۔ حدیث ہے کہ صفائی نصف ایمان ہے۔ اور اس حدیث کے مطابق صفائی کی اہمیت سے کوئی بھی ذرہ برابر رُوگردانی نہیں کر سکتا۔ صفائی آنکھوں کے راستے دل میں اُتر کر ایمان کو مضبوطی اور رُوح کو بالیدگی بخشتی ہے۔ اور رُوح کی صفائی کا تصوّر ہمیں صرف اور صرف ہمارے دین میں ملتا ہے جس کا ایک جراثیم کُش ہتھیار پردہ کا حکم ہے۔ سائنس اس ضمن میں ہم سے بہت بہت پیچھے ہے۔ بے پردہ معاشرہ نے جس طرح کی بیماری سے انسان کو روشناس کرایا ہے اس میں سب سے بڑی مکروہ اور ڈراؤنی بیماری ایڈز ہے۔ جو مغربی ممالک میں وباء کی صورت اختیار کر گئی ہے لہٰذا ثابت ہُوا کہ ـــــ

(۱) سائنس اور احادیثِ طیبّہ کے مطابق زندگی کو صفائی سے بسر کرنے والا انسان آج کے دَور کا خوش قسمت انسان ہے۔ کیونکہ صفائی کا تصوّر تندرستی سے وابستہ ہے اور تندرستی ایک نعمت ہے اور نعمت خداتعالیٰ کی طرف سے انسان پر شفقت اور رحمت کا سایہ ہوتی ہے۔

(۲) اگر صفائی کے پہلو سے آنکھیں بند کی جائیں تو اِس غفلت کے نتیجہ میں انسان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وباء کی صورت میں عذاب نازل ہوتا ہے۔ ان وبائی امراض کی لپیٹ میں جب بھی اقوامِ عالم آئی ہیں دنیا میں لاکھوں انسان فنا کی بھینٹ چڑھ گئے۔

یوں تو وبائی امراض کئی ہیں لیکن ہیضہ، طاعون، انفلوئنزا (چیچک ہو اب نہیں رہی) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ جن دو وبائی امراض کا ذکر آجکل چل رہا ہے ان میں سے ایک تو ایڈز ہے اور دوسری پاکستان میں گردن توڑ بخار کی بیماری ہے۔ ان وبائی امراض میں سے گردن توڑ بخار، ہیضہ اور طاعون کا کچھ ذکر اور ان سے بچاؤ کے کچھ طریقے یہ ہیں:۔

گردن توڑ بخار:۔ یہ چند قسم کے جرثومے دماغ کی جھلی میں داخل ہو کر ورم کر جانے کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ جس میں سرفہرست ٹی بی کے جراثیم ہیں۔ یہ بخار زیادہ تر سردی اور بہار کے موسم میں پھیلتا ہے۔ یہ بیماری دوسری وبائی بیماریوں یعنی ہیضہ، طاعون وغیرہ کی طرح بہت سرعت سے نہیں پھیلتی بلکہ استثنائی طور پر بہت سے شہروں کے بہت سے محلّے اِس بیماری سے بچ جاتے ہیں اور یہ کہ یہ نرسوں اور ڈاکٹروں کو عام طور پر نہیں لگتی۔ یعنی معمولی بچاؤ کے طریقوں سے انسان اپنے تئیں بچا سکتا ہے۔

علامات:۔ اس کی علامات بھی مختلف علاقوں، شہروں اور مختلف مریضوں میں مختلف ہوتی ہیں۔ کیونکہ جن لوگوں نے بچپن میں بی سی جی کا ٹیکہ لگوایا ہوتا ہے انہیں یا تو یہ بیماری ہوتی نہیں یا بہت معمولی

علامات کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔

(۱) بہت تیز فوری بخار (۲) شدید سر درد جو پیچھے گُدّی کی طرف زیادہ ہوتا ہے (۳) عام کمزوری اور سستی (۴) اُلٹی۔ بخار تیز ہوتا ہے۔ ۱۰۲ سے ۱۰۴ ڈگری تک۔ سر درد کو عام سر درد کی گولیوں سے آرام نہیں آتا۔ بڑوں میں کبھی کبھی سردی کے ساتھ بھی بخار ہوسکتا ہے (۵) مریض اول فول بولتا ہے (۶) گردن اور بازوؤں میں درد ہوتا ہے (۷) آنکھ، کان، ناک کی جھلی ورم کر جاتی ہے۔ آنکھ اور ناک سے پانی بہتا ہے (۸) دو چار دن بعد گردن کے درد میں شدت آجاتی ہے اور اُلٹی زیادہ ہو جاتی ہے (۹) نبض اور سانس بے ترتیب ہو جاتی ہے (۱۰) مریض گھٹنے سکیڑ کر ایک کروٹ پر لیٹ جاتا ہے (۱۱) روشنی کی طرف مُنہ نہیں کرتا (۱۲) ٹھوڑی گردن کے ساتھ لگاؤ تو سخت درد محسوس کرتا ہے (۱۳) سخت بے آرام ہوتا ہے۔ (۱۵) پہلے ہفتہ میں گردن اور سینہ پر سُرخ باریک دانے جیسے نکل آتے ہیں۔

دوسرے ہفتہ کے آخر میں مریض کو لگاتار سر درد سے تو آرام آجاتا ہے لیکن رات مکمل بے خوابی اور بے آرامی میں گزرتی ہے۔ اکثر رات کو سر درد کے شدید دَورے پڑتے ہیں مریض چیختا ہے۔ اور دن میں اپنی اُسی حالت میں یعنی کروٹ کے بَل گھٹنے سکیڑ کر روشنی کے دوسری طرف مُنہ کر کے پڑا رہتا ہے جیسے نیم بیہوش ہو۔ اُسے آواز دے کر بلاؤ تو ہلتا ہے پھر ویسے ہی کروٹ بدل لیتا ہے۔ گردن کا درد اور سختی بڑھ جاتی ہے۔ سر اور گردن پیچھے کی طرف موڑے رکھنے میں آرام محسوس کرتا ہے۔ پیشاب میں زیادتی آجاتی ہے۔ پیاس لگتی ہے۔ بخار تیز رہتا ہے۔ اِس طرح مریض اپنا دوسرا ہفتہ گزارتا ہے اور پھر اپنے تین انجاموں میں سے کسی ایک انجام کی طرف پلٹا کھاتا ہے۔

ا۔ یا تو آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ ۱۴ دن اس کے بعد بغیر کسی علامت کے گزر جائیں تو سمجھو روبصحت ہے۔

ب۔ کبھی نیم غنودگی گہری غنودگی میں بدل جاتی ہے نبض اور سانس بہت تیز ہو جاتی ہے۔ بخار شدید تیز ہو کر موت واقع ہو جاتی ہے۔

ج۔ مریض بہت دنوں تک بیمار رہتا ہے۔ لیکن بیماری کی شدّت میں کمی آجاتی ہے۔

علاج

علاج:۔ مریض کو علیحدہ رکھا جائے اور ارد گرد کے لوگوں سے ملنے نہ دیا جائے۔ بلکہ مریض کو فوراً کسی اچھے ہسپتال میں داخل کرا دیا جائے۔ اور جن لوگوں میں وبائی دنوں میں اس مرض کی کوئی ایک علامت بھی پائی جائے اُنہیں بھی علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر کسی اسکول وغیرہ میں کسی بچے کو یہ بیماری ہو جائے تو اس کے ساتھ کھیلنے والے بچوں کو آٹھ دن کے لیے RIFAMPACIN نامی دوائی دی جائے۔ بچپن میں بی سی جی کا ٹیکہ لگانا بہت ضروری ہے۔ اور اگر واقعی ثابت ہو جائے کہ یہ بیماری وبائی صورت اختیار کر رہی ہے تو پھر اس کی ویکسین کا ٹیکہ لگانا ضروری ہے۔

ہیضہ

یہ اُس وبائی بیماری کا نام ہے جس میں بڑی بڑی

اُلٹیاں آتی ہیں اور بغیر درد یا مروڑ کے بڑے بڑے پیچ جیسے (یعنی اُبلے چاولوں کے پانی جیسے) دست آتے ہیں۔ پانی کی سخت کمی ہو جاتی ہے۔ ٹانگوں اور پٹھوں میں شدید تشنج ہوتا ہے جسے عُرفِ عام میں کڑل پڑنا کہتے ہیں یا پٹھا چڑھنا کہتے ہیں۔ نقاہت سے آواز نکلنی بند ہو جاتی ہے۔ سخت کمزوری ہو جاتی ہے اور پیشاب آنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ بہار اور گرمی کی بیماری ہے۔

ہیضہ گندا پانی پینے اور گندی اشیاء کھانے سے ہو جاتا ہے۔ ان کھانوں میں گندگی کی وجہ سے ہیضہ کے جراثیم شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ خاص طور پر ایسے موقع پر وبائی صورت اختیار کرتا ہے جہاں لوگوں کے جمگھٹے لگے ہوں۔ میلوں جلسوں وغیرہ پر یا جہاں بہت سے قیدی اکٹھے رکھے گئے ہوں۔ ۱۸۹۲ء میں ہمبرگ میں ہیضہ کی وبا پھیلی تھی جو پانی کے آلودہ ہو جانے کی وجہ سے تھی۔ اگر کنوئیں کا پانی گندا ہو جائے تو گاؤں کے صرف وہ لوگ ہیضہ کا شکار ہوں گے جو اُس کنوئیں کا پانی پیئیں گے۔ وہ اشیاء جن پر مکھیاں بھنبھنا رہی ہوں۔ وہ پھل جو ڈھانپ کر نہیں بیچے جاتے یا گھر میں وہ کھانے پینے کی اشیاء جو ننگی رہ گئی ہوں ان سب کے کھانے پینے سے بھی ہیضہ ہو سکتا ہے۔ ہیضہ کے جراثیم مریض کے سفید رنگ کے دستوں میں بہت مقدار میں ہوتے ہیں جن پر مکھیاں بیٹھ کر وہ جراثیم کھانے پینے کی اشیاء تک پہنچا دیتی ہیں۔ مریض کے دستوں میں سے یہ جراثیم ایک دو گھنٹہ کے بعد ختم ہو جاتے ہیں۔ یعنی جو دست ایک دو گھنٹہ بعد آئیں اُن میں جراثیم نہیں ہوں گے لیکن جن لوگوں کے جسم میں ہیضہ کے جراثیم داخل ہو چکے ہیں ان کے فضلہ میں یہ جراثیم بیماری کے حملہ کرنے سے ۲ سے ۵ دن پہلے سے نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور وہاں سے مکھیوں کے ذریعہ دوسرے لوگوں تک پہنچ جاتے ہیں۔

علامات:۔ بیماری کا حملہ بہت تیزی سے سرعت سے ہوتا ہے۔ ۲۴ گھنٹے پہلے دست آتے ہیں، معدہ میں درد اور ہلکی سی سردرد ہوتی ہے متلی کی کیفیت ہوتی ہے اور کبھی کبھار اُلٹی بھی آجاتی ہے ہیضہ ہو جانے کی صورت میں مریض تین حالتوں سے گزرتا ہے:۔

(ا) خالی ہونے کی حالت یا اسٹیج:۔ یہ تین سے بارہ گھنٹہ تک رہتی ہے۔ مریض بغیر درد کے بڑے بڑے دست کرتا ہے۔ زوردار آواز سے اُلٹی کرتا ہے۔ یہ دست اور اُلٹی بار بار آتے ہیں اور دستوں میں آنتوں کی جھلی کے ذرّے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ مروڑ بالکل نہیں ہوتے۔ بلکہ دست کے بعد مریض آرام محسوس کرتا ہے لیکن بعد میں شدید نقاہت ہو جاتی ہے۔ اُلٹیاں پہلے شروع ہو جاتی ہیں اور شروع کی اُلٹیوں میں جو کھایا پیا ہو وہ نکلتا ہے۔ پھر سفید پتلی پیچ کے پانی جیسی اُلٹیاں آتی ہیں۔ ہچکی بھی شروع ہو جاتی ہے جو بہت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ خون میں نمکیات کی کمی کی وجہ سے پٹھوں میں اکڑاؤ شروع ہو جاتا ہے۔ جو پہلے ہاتھوں اور پیروں میں ہوتا ہے۔ پھر ٹانگوں، بازوؤں اور پھر پیٹ کے پٹھوں میں اکڑاؤ یعنی کڑل پڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔ مریض شدید پیاس محسوس کرتا ہے۔ بے آرام ہو جاتا ہے اور پھر تھک جاتا اور کمزور ہو جاتا ہے۔ جلد ٹھنڈی اور جھریوں دار ہو جاتی ہے۔ ہونٹ اور کانوں کی

ہوں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔ آنکھیں دھنس جاتی ہیں۔ سُرخ ہو جاتی ہیں اور چہرہ سُکڑ جاتا ہے۔ آواز بھاری مگر کمزور ہو جاتی ہے۔ سانس تیز ہو جاتی ہے۔ بلڈ پریشر کم ہو جاتا ہے۔ نبض کمزور پڑ جاتی ہے۔ گو کہ چھونے سے بخار محسوس نہیں ہوتا لیکن مقعد میں ۱۰۱ سے ۱۰۴ درجہ تک ہوتا ہے۔

(ب) نیم بے ہوشی کی حالت یا اسٹیج :- اس میں دست اُلٹیاں بند ہو جاتے ہیں۔ جسم نقاہت محسوس کرتا ہے لیکن مریض ذہنی طور پر ہوشیار رہتا ہے۔ پہلی اسٹیج والی ساری علامات زیادہ ہو جاتی ہیں اور نبض تو بعض اوقات کلائی پر سے غائب ہی ہو جاتی ہے۔ جسم میں شدید پانی کی کمی کی وجہ سے پیشاب میں زہریلے مادے بڑھ جاتے ہیں۔ بلڈ پریشر بہت گر جاتا ہے۔ اس طرح ۲۴ سے ۴۸ گھنٹے کے اندر اندر اگر علاج میسّر نہ ہو تو مریض مر سکتا ہے۔

(ج) ردِّ عمل کی حالت یا اسٹیج :- جسم کا درجۂ حرارت بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ بلڈ پریشر اور نبض ٹھیک ہو جاتی ہے۔ پیشاب آنا شروع ہو جاتا ہے اور ہونٹوں کی نیلاہٹ ٹھیک ہو جاتی ہے۔ فضلہ میں سفیدی کم ہو کر پتّہ کی سبز رطوبت نظر آنے لگتی ہے۔ اور اگر ردِّ عمل شدید ہو یعنی زندگی کی علامات دیر سے آنی شروع ہوں تو چہرہ سُرخ ہو جاتا ہے۔ بخار بڑھ جاتا ہے۔ زبان خشک ہو جاتی ہے۔ اور بلڈ پریشر بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے یعنی ۱۵۰/۹۰ سے ۱۷۵/۱۰۵ تک ہو جاتا ہے۔ اور مریض ہذیانی کیفیت میں آہستہ آہستہ بڑبڑاتا رہتا ہے۔

یہ سب حالت ہیضہ کے جراثیموں کے زہریلے مادوں کے زخمی آنتوں میں جذب ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور پیشاب میں بندش کی وجہ سے زہریلے مادے جسم میں جمع ہو کر موت کا سبب بن جاتے ہیں۔

اگر وبائی صورت میں ہیضہ پھوٹ پڑے تو عام دستوں کے مریض کو بھی ہیضہ کا مریض سمجھ کر علاج شروع کر دینا چاہیئے۔ حتٰی کہ ثابت ہو جائے کہ ہیضہ نہیں ہے۔ یہ ثبوت لیبارٹری میں فضلہ کے ٹیسٹ سے مہیا ہو جاتا ہے۔

علاج اور بچاؤ

مریض کی دیکھ بھال اور علاج لازمی ہے۔ اُسے علیحدہ وارڈ میں رکھیں۔ اُلٹی اور دست فوراً ضائع کر دیں تاکہ مکھیاں اُن پر نہ بیٹھ سکیں۔ چادریں تولیہ وغیرہ جو مریض کے استعمال میں ہوں اُنہیں فوری طور پر جراثیم سے پاک کیا جائے۔ ان ایّام میں پانی اور دودھ ہمیشہ ابال کر پیا جائے یا پانی کو جراثیموں سے پاک کر کے پیا جائے۔ اور پانی کو گندگی اور گندے برتنوں سے بچایا جائے۔ کھانے پینے کی چیزیں ڈھانپ کر رکھی جائیں اور اچھی طرح پکا کر کھائی جائیں۔ کھانے سے پہلے ہاتھ کسی اچھے جراثیم کش ہینڈ لوشن سے دھو لیئے جائیں۔ ٹھنڈا گوشت، باسی مچھلی، سلاد اور گلا سڑا فروٹ ہرگز نہ کھایا جائے۔ کھانے پینے کے برتن اچھی طرح دھونے کے بعد کھولتے ہوئے پانی میں کھنگال لیئے جائیں اور یا چولھے پر رکھ کر سُکھا لیئے جائیں۔

مکھیاں تلف کی جائیں۔ اپنے فرج، فریزر وغیرہ انتہائی صاف رکھے جائیں۔ اور کالرا ویکسین کے ٹیکہ جات لگوائے جائیں۔

ایڈز :-

اس وقت جو بیماری ایڈز دنیائے سائنس کے لئے چیلنج بن کر سامنے آئی ہے وہ بھی شاید ایک قسم کا طاعون ہی ہو۔ یہ ایک مخفف ہے۔ اصل نام

ACQUIRED IMMUNE DEFFI-CIENCY SYNDROME

ہے۔ ان سب کے پہلے حروف مل کر AIDS بنتا ہے۔ ایسے مریض میں قوت مدافعت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ یعنی ایسے مریض کو اگر معمولی بیماری بخار، پیچش، کھانسی زکام وغیرہ بھی ہو جائے تو اس مریض کی بہت جلد موت واقع ہو جاتی ہے۔ خیال کیا گیا ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا طاعون ہی ہے جو صداقت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے طور پر دنیا میں وارد کیا گیا ہے اور اس کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔

فی الحال دنیائے سائنس ایڈز کا علاج دریافت کرنے سے قاصر ہے۔ موت، بے چارگی اور بے بسی کے ہاتھوں مجبور انسان نے اگر آج بھی مولائے حقیقی کے سامنے عاجزی کے ساتھ سر جھکا کر اپنی بہتری اور انجام بخیر کی دعا نہ مانگی تو خدائے واحد و قہار کی طرف سے جو آفت اور بلا ایڈز کی صورت میں نازل ہونے کی پیشگوئی ہے اس کے خیال سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

آیئے مالک حقیقی کے سامنے سچے دل سے سربسجود ہو کر انسان کی بہتری کی دعا مانگیں اور جو لوگ مستقبل قریب میں ڈاکٹر بنیں گے وہ اور سائنس دان مل کر ایڈز کا علاج دریافت کر لیں۔ آمین۔ ثم آمین ۔

بقیہ از صفحہ ۴۲

آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں وعدہ دیا گیا تھا اور وہ یہ ہے قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مؤمنون۔ قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مسلمون۔ یعنی ان کو کہدے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو مانو گے یا نہیں۔ پھر اُن کو کہدے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو قبول کرو گے یا نہیں۔ یاد رہے کہ اگرچہ میری تصدیق کے لیئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت گواہیاں ہیں اور ایک سَو سے زیادہ پیشگوئی ہے جو پوری ہو چکی جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں مگر اس الہام میں اس پیشگوئی کا ذکر محض تخصیص کیلئے ہے یعنی مجھے ایسا نشان دیا گیا ہے جو آدم سے لے کر اس وقت تک کسی کو نہیں دیا گیا۔ غرض میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کے لیئے ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۳، ۵۴)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس نشان سے بہتوں کی ہدایت کے سامان پیدا کرے۔ آمین

گھر بیٹھے ٹیلیویژن درست کیجئے!

(مکرم ظفر اقبال صاحب ظفر الیکٹرونکس ربوہ)

ٹیونر :-

ٹیلیویژن کا یہ حصہ انتہائی حساس حصہ کہلاتا ہے۔ کیونکہ ایریل کے ذریعے جو لہریں ہم حاصل کرتے ہیں وہ ٹیونر میں چلی جاتی ہیں۔ اب یہ ٹیونر کا کمال ہے کہ اس میں سے اپنی مرضی کی لہریں چن لے اور ان کو ٹیلیویژن کے دوسرے حصوں تک پہنچائے۔ بعد ازاں ہم اپنی پسند کا سٹیشن ٹیلیویژن کی سکرین پر دیکھ سکتے ہیں۔ اگر تمام سیٹ ٹھیک ہو اور ٹیونر کی انتخابی صلاحیت کم ہو تو سکرین پر ایک واضح تصویر نہیں آئے گی۔ یا تصویر آئے گی اور آواز نہیں آئے گی۔ یا اگر ہم ٹیونر کی درست ٹیوننگ نہ کر سکیں تو باوجود اس کے کہ سیٹ ہر لحاظ سے درست ہو گا لیکن تصویر پر برفباری ہو رہی ہو گی اور تصویر کی تفصیلات غائب ہوں گی۔ خاص طور پر رنگین ٹیلیویژن پر تو ٹیونر کے درست ہونے کا بہت اثر پڑتا ہے۔ یعنی اگر تصویر آ بھی رہی ہو تو رنگ غائب ہوں گے۔ اس لیے ٹی وی سیٹ کا ٹیونر درست ہونا لازمی ہے اور اس کو صحیح ایڈجسٹ کیے بغیر ہم بہتر نتائج کی توقع نہیں کر سکتے۔

عام طور پر تین قسم کے ٹیونر استعمال کیے جاتے ہیں :-

۱- ٹرٹ ٹیونر۔ ۲- روٹری سوئچ ٹیونر۔
۳- پش بٹن ٹیونر۔

پہلے دو اقسام کے ٹیونرز کی ظاہری شکل ایک جیسی ہوتی ہے۔ تمام پرانے ماڈل کے سیٹوں میں ان کا استعمال کیا گیا ہے۔

ایک ہی شافٹ پر چینل ناب ہوتی ہے اور اس کے اوپر فائن ٹیوننگ کی ناب لگی ہوتی ہے۔ عام طور پر ۲ سے ۱۱ نمبر تک کے چینل استعمال کیے جاتے ہیں۔ ہر چینل کی فریکونسی مختلف ہوتی ہے۔ آسان الفاظ میں یوں سمجھئے کہ ایک وقت میں ہم ایک چینل پر ایک سٹیشن پکڑ سکتے ہیں۔ اگر دس کے دس سٹیشن اپنا پروگرام نشر کر رہے ہوں تو ہم اپنے ٹیلیویژن پر دس سٹیشن دیکھ سکتے ہیں۔

جب ہم اپنی مرضی کا ایک چینل لگاتے ہیں تو اس کی باہر والی ناب کو گھما کر ہم صحیح فریکونسی کا انتخاب کرتے ہیں۔ آپ فائن ٹیوننگ کی ناب کو اتنا گھمائیں کہ تصویر اور آواز دونوں صاف ہوں یعنی تصویر بھی صاف نظر آ رہی ہو اور آواز بھی صاف سنائی دے رہی ہو۔ بعض اقسام کے ٹیونرز

میں فائن ٹیوننگ کی ناب کو دبا کر گھمانا پڑتا ہے جس سے ٹیوننگ کی درستی ہوجاتی ہے یعنی جب سیٹ کی انتخابی صلاحیت چوٹی پر ہو اس وقت درست ٹیوننگ کہلاتی ہے۔

کئی رشین سیٹوں میں صرف چینل کی ناب سامنے کی طرف لگی ہوتی ہے جبکہ فائن ٹیوننگ کی ناب سیٹ کی پچھلی جانب لگی ہوتی ہے۔

کیونکہ یہ ٹیونر مکینکل ٹائپ ہوتے تھے اسلئے مسلسل استعمال سے خراب ہوجاتے تھے۔ چنانچہ آجکل نئی اقسام کے ٹیونر استعمال میں آرہے ہیں۔

پش بٹن ٹائپ ٹیونر:۔

جدید یورپین سیٹوں میں اس ٹائپ کے ٹیونر عام استعمال ہو رہے ہیں۔ ہر سیٹ میں کم از کم ۶ پش بٹن لگے ہوتے ہیں۔ ہر پش بٹن کے ساتھ ایک ویریبل کنٹرول ہوتا ہے۔ یعنی ایک گول یا سلائڈ قسم کا والیوم ہوتا ہے۔ پش بٹن کو دبانے سے ہم ایک چینل کا انتخاب کرتے ہیں جبکہ ویریبل کنٹرول اس کا جو فائن ٹیوننگ کنٹرول ہوتا ہے، کے ذریعے مطلوبہ سٹیشن کو فائن کر لیا جاتا ہے۔ جس پش بٹن کو دبایا جائے گا۔ اسی نمبر کے ویریبل کنٹرول کو گھمانے سے ہم فائن ٹیوننگ کر سکیں گے۔ ان چھ پش بٹن لگانے کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ہر پش بٹن پر ہم اپنی پسند کا سٹیشن ٹیون کر لیتے ہیں۔ اور جب بھی ہم وہ سٹیشن دوبارہ سننا چاہیں صرف اس پش بٹن کو دوبارہ دبا کر ہم مطلوبہ سٹیشن حاصل کر سکتے ہیں۔

. . . .

ٹچ سسٹم ٹائپ ٹیونر:۔

جدید یورپین سیٹوں میں آجکل ٹچ سسٹم ٹیونر کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ عام طور پر ۶ یا آٹھ بٹن لگے ہوتے ہیں اور صرف دھاتی پلیٹ پر نمبر لکھے ہوتے ہیں۔ جب ہم انگلی سے کسی دھاتی پلیٹ کو چھوتے ہیں تو اسی نمبر کے چینل کا انتخاب ہو جاتا ہے۔ بعد میں فائن ٹیوننگ ناب سے اس کو ٹیون کر لیا جاتا ہے۔

بعض سیٹوں میں ویریبل کنٹرول بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ صرف دو بٹن ساتھ ساتھ لگے ہوتے ہیں ایک بٹن پر + اور دوسرے بٹن پر - کا نشان ہوتا ہے۔ جب ہم + بٹن پر انگلی رکھتے ہیں تو فریکونسی زیادہ ہونا شروع ہو جاتی ہے جبکہ - بٹن پر انگلی رکھنے سے فریکونسی کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ سکرین پر مطلوبہ سٹیشن صحیح ٹیون ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں بٹن فائن ٹیوننگ کا کام کرتے ہیں۔ اسے ہم الیکٹرونک ٹیوننگ کہتے ہیں:

سرزمینِ ہند میں ایسی ہے شہرت مجھ کو دی
جیسے ہووے برق کا اِک دم میں ہر جا انتشار
آسماں میرے لئے تو نے بنایا اِک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

(دُرِّ ثمین)

اخبارِ مجالس

آگے قدم بڑھائے جا!

اعتماد

ملتان چھاؤنی ۱۵؍جولائی ۱۹۸۸ء کو اجلاس عام ہوا۔ ۴۵ خدام اور ۲۱ اطفال نے شرکت کی۔

شاہدرہ ٹاؤن جولائی اگست میں دو اجلاسات عام منعقد کیے گئے۔

۱۔ پہلا اجلاس عام ۸؍جولائی کو منعقد ہوا۔ ۲۵ خدام نے شرکت کی۔

۲۔ دوسرا اجلاس ۶؍جولائی کو ہوا۔ اس میں ۲۳ خدام نے شرکت کی۔

نیز دورانِ ماہ دو اجلاسات عاملہ منعقد ہوئے۔

۱۔ پہلا اجلاس عاملہ ۸؍جولائی کو ہوا جس میں ۱۳ اراکینِ عاملہ نے شرکت کی۔

۲۔ دوسرا اجلاس ۲۲؍جولائی کو ہوا جس میں ۱۲ اراکینِ عاملہ نے شرکت کی۔

اجتماعات

گلبرگ۔ لاہور ۱۵؍جولائی ۱۹۸۸ء کو یک روزہ سالانہ اجتماع ہوا۔ اطفال اور خدام کے مابین مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ ۸۷ خدام، ۵۸ اطفال نے شرکت کی۔

۲۲؍جولائی ۱۹۸۸ء کو کیولری گراؤنڈ میں ایک اجتماع منعقد ہوا۔ اس میں کل حاضری ۱۰۵ رہی۔

شعبہ تربیت

سکھر شہر سکھر اور روہڑی کی مشترکہ تربیتی کلاس کا پروگرام مورخہ ۲۳؍مارچ ۱۹۸۸ء کو ہوا۔ اس دوران ایک پکنک بھی ہوئی۔

شادیوال ضلع گجرات ۱۸؍اگست کو نمازِ تہجد ادا کی گئی۔

چک سکندر ۱؍جولائی ۱۹۸۸ء کو بعد نماز عشاء تربیتی اجلاس ہوا۔ ۶۰ خدام اور ۲۵ اطفال نے شرکت کی۔

ملتان چھاؤنی ۲۸؍جولائی ۱۹۸۸ء کو نمازِ تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ ۱۵ خدام نے شرکت کی۔

مغلپورہ۔ لاہور ماہ جولائی ۱۹۸۸ء میں حلقہ جات کا دورہ کیا گیا اور خدام سے رابطہ کر کے انہیں نماز باجماعت ادا کرنے، روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے، نظام وصیت اور وقف عارضی میں

شمولیت اختیار کرنے، تہجد اور نوافل ادا کرنے اور حضور کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔

شاہدرہ ٹاؤن۔ لاہور جولائی اگست میں ایک جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا۔ ایک دفعہ نماز تہجد ادا کی گئی۔ صلوٰۃ کمیٹی کا ایک اجلاس ہوا۔ ۱۶ر جولائی محفلِ سوال وجواب منعقد ہوئی۔

خدمتِ خلق

ملتان چھاؤنی ۲۲ر جون کو ۸ر خدام ملتان سے ۱۲۵ کلو میٹر کے فاصلہ پر سیلاب زدگان کی مدد کے لئے گئے۔ اور ان کے لئے مناسب راشن کا انتظام کیا۔

مغلپورہ۔ لاہور

ماہ جولائی میں ۱۳ خدام نے احمدی ڈاکٹرز کی ٹیم کے ساتھ ۴۰۶ مریضوں کا معائنہ کر کے انہیں ادویات دینے میں مدد کی۔

نیز قیادت کے ۲۷ خدام نے ۹۱ مریضوں کی عیادت کی۔ تین مریضوں کو مفت دوائی لے کر دی۔

دورانِ ماہ ۵۷ پرانے قابلِ استعمال کپڑے اکٹھے کر کے غیر از جماعت احباب میں تقسیم کئے گئے۔

۱۵۰ روپے نقد غریبوں کو عیدی دی گئی۔

۳ بھوکوں کو کھانا کھلایا گیا۔

اس ماہ ۲ خدام نے خون کی ۲ بوتلیں دیں۔ ۱۸۰ خدام کی بلڈ گروپنگ کا ریکارڈ اکٹھا کیا گیا۔

صحتِ جسمانی

چک ۴۶ شمالی سرگودھا دوڑ، چھلانگ اور سائیکل ریس کے مقابلے کروائے گئے۔ ۱۰ر خدام اور ۹ر اطفال نے شرکت کی۔

گلبرگ۔ لاہور ۶ خدام نے ۱۷ر مارچ کو ربوہ میں ربوہ کی بیڈمنٹن کی ٹیم کے ساتھ میچ کھیلے۔

تربیتی کلاسیں

اوسلو۔ ناروے ۲۰ر فروری تا ۲۸ر فروری ۱۹۸۸ء تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔ جس میں ۱۳ خدام اور ۲۴ر اطفال شامل ہوئے۔

سکھر شہر سکھر اور روہڑی کی مجالس کی ٹیموں کے درمیان ۲۷ر جون ۱۹۸۸ء کو ٹیبل ٹینس کا مقابلہ ہوا۔

سانگلہ ہل مورخہ ۱۲ر اگست ۱۹۸۸ء کو خدام اور اطفال کی ٹیمیں بنا کر اُن میں کرکٹ کا میچ کروایا گیا۔

دارالذکر۔ لاہور ماہ جولائی ۱۹۸۸ء میں مجلس خدام الاحمدیہ دارالذکر لاہور نے درج ذیل ورزشی مقابلہ جات کروائے:۔

فٹ بال۔ کرکٹ۔ دوڑ۔ رسہ کشی۔ کلائی پکڑنا۔

مجموعی طور پر ۶۹ خدام نے شرکت کی۔

گلبرگ۔ لاہور ۱۵ر جولائی ۱۹۸۸ء کو مجلس کے زیرِ اہتمام جلو پارک میں ایک

پکنک منعقد ہوئی۔ مقررہ مقام پر تلاوتِ قرآن کریم کے ساتھ پروگرام کا آغاز ہوا۔ خدام نے مقامِ پکنک پر مختلف کھیلوں میں حصہ لیا۔ دوپہر کا کھانا خدام نے مل کر کھایا۔ اس پکنک میں کُل ۱۴۵ خدام نے شرکت کی۔

اس کے علاوہ مختلف حلقہ جات میں کرکٹ کے ۴۰ میچز بھی کھیلے گئے۔

وقارِ عمل

سانگلہ ہل

۱۲ اگست ۱۹۸۸ء کو مقامی احمدیہ قبرستان میں خدام و اطفال نے وقارِ عمل کے ذریعہ صفائی کی اور قبروں کو درست کیا۔

چک سکندر

ماہ جولائی میں مجلس نے ۷ وقارِ عمل کئے۔ جن کے ذریعہ ایک نئی بیت الحمد کی بنیاد رکھی گئی۔ اور اس میں خدام نے بھرتی ڈالی۔ ۲۰۰۰ بوری کو بارش کے باوجود خشک جگہ پر پہنچایا گیا۔

دارالذکر۔ لاہور

ماہ جولائی ۱۹۸۸ء میں مجموعی طور پر ۳ وقارِ عمل ہوئے۔ جن میں مجموعی طور پر ۳۶ خدام نے حصہ لیا۔

مغلپورہ۔ لاہور

اگست ۱۹۸۸ء میں خدام نے مل کر عیدگاہ کی صفائی کی۔

شاہدرہ ٹاؤن۔ لاہور

۱۵ جولائی بروز جمعۃ المبارک خدام نے وقارِ عمل کے ذریعہ بیت الحمد کی صفائی کی۔

گلبرگ۔ لاہور

۲۱ جولائی ۱۹۸۸ء کو وقارِ عمل ہوا۔ ۷ خدام ۳ گھنٹے کام کر کے دارالذکر کے لجنہ کے حصہ کی صفائی کی۔ دریاں، چٹائیں اور صفیں درست کیں۔

۵۵ خدام نے کپڑے خود دھوئے۔ ۱۱۵ خدام نے جوتے خود پالش کئے۔ ۲۸ خدام نے گھروں کی صفائی کی۔

ضرورت ہے
ہماری فیکٹری واقعہ جہلم میں مندرجہ ذیل سٹاف کی ضرورت ہے
۱- لیبر- کم سے کم تنخواہ ۷۶۰/- روپیہ ماہوار- تعلیمی قابلیت ضروری نہیں-
۲- مشین آپریٹرز- کم سے کم تنخواہ ۱۰۰۰/- روپے ماہوار- تجربہ کی بناء پر اگلا سکیل بھی دیا جا سکتا ہے- ڈپلومہ ہولڈر کو ترجیح دی جائے گی-
۳- میکینیکل سپروائزر- گورنمنٹ میکینیکل سکول کا ڈپلومہ ہولڈر یا کسی صنعتی ادارہ میں ۵ سالہ تجربہ- تنخواہ حسب قابلیت-
۴- الیکٹرک سپروائزر- الیکٹرک سپروائزری سرٹیفکیٹ یا کسی صنعتی ادارہ میں ۵ سالہ تجربہ- تنخواہ حسب قابلیت-
۵- سپروائزری سٹاف
سٹور کیپر- ڈسپیچر- اکاؤنٹ کلرک- سیلز مین
کم سے کم تعلیمی قابلیت F.A اور کسی صنعتی ادارہ میں تجربہ
تنخواہ حسب قابلیت-
تنخواہ کے علاوہ دیگر تمام سہولتوں کے حقدار ہوں گے- مثلاً سالانہ چھٹیاں، گریجوٹی، میڈیکل سہولت، اولڈ ایج بینیفٹ، کمپنی سنگل رہائش فراہم کرے گی-
تصدیق شدہ درخواستیں
پوسٹ بکس نمبر 30 جہلم کو روانہ کریں

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مکرم عبدالسمیع خان صاحب مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۸۸ء کو دوسرے فرزند سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت نومولود کا نام عطاء الرؤف تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم عبدالرشید خانصاحب محلہ دارالعلوم کا پوتا اور مکرم چوہدری رشید احمد صاحب محلہ دارالعلوم جنوبی کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچے کو نیک، خادمِ دین اور والدین کے لیئے قرۃ العین بنائے

(ادارہ)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم سید طاہر احمد صاحب مہتمم تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو مؤرخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو پہلے فرزند سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت نومولود کا نام مباہل احمد تجویز فرمایا ہے۔

نومولود مکرم سید سید احمد صاحب ناصر مرحوم کا پوتا اور محترم بریگیڈیر ریٹائرڈ وقیع الزمان خانصاحب کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچے کو نیک، خادم دین اور والدین کے لیئے قرۃ العین بنائے۔

(ادارہ)

التواء۔ اجتماعات

اطفال اور خدام بھائیوں کی اطلاع کے لیئے اعلان ہے کہ صوبہ پنجاب میں سیلاب کی وجہ سے مورخہ ۲۱-۲۲-۲۳ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کو منعقد ہونے والے مجلس اطفال الاحمدیہ اور مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ مرکزی اجتماعات ملتوی کر دیئے گئے ہیں۔

شمیم پرویز معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ

تقریب شادی

برادرم مبارک احمد صاحب ظفر ابن مکرم غلام رسول صاحب (سابق معلم اصلاح وارشاد) مہتمم وقار عمل کی شادی ہمراہ محترمہ رفعت تسنیم صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد اختر صاحب دارالعلوم وسطی مورخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۸۸ء کو عمل میں آئی۔ ۱۶ر جولائی سہ پہر چھ بجے بارات روانہ ہوئی۔ روانگی سے قبل مکرم محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے دعا کروائی۔ بارات میں ممبران مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے علاوہ بعض بزرگان سلسلہ نے بھی شمولیت فرمائی۔

اگلے روز ۱۷ر جولائی ۱۹۸۸ء کو دوپہر ڈیڑھ بجے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں کثیر تعداد میں بزرگان سلسلہ نے شمولیت فرمائی۔ دعوت ولیمہ کے اختتام پر مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول نے دعا کروائی۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لیئے دینی ودنیوی لحاظ سے مبارک کرے اور اسے اپنے فضل سے مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

(ادارہ)

A COMPLETE RANGE OF DEEP FREEZERS

UNIVERSAL FREEZERS

UNIVERSAL

Universal Appliances

P. O. Box 1400 Lahore Ph : 323751 Telex : 44912 TEKNO PK

مقابلہ بین الاضلاع کے نتائج

برائے سال ۸۸-۱۹۸۷ء مجلس خدام الاحمدیہ کے مقابلہ بین الاضلاع میں حُسنِ کارکردگی کی بناء پر قیادت ضلع لاہور اوّل قرار پاکر انعامی شیلڈ اور سندِ امتیاز کی مستحق قرار پائی۔ جبکہ قیادتِ ضلع کراچی دوم اور قیادت ضلع فیصل آباد سوم قرار پاکر سنداتِ امتیاز کی حقدار قرار پائی ہیں۔

مقابلہ میں آنے والے دیگر اضلاع بالترتیب مندرجہ ذیل ہیں:۔

شیخوپورہ ۔ لاڑکانہ ۔ قصور ۔

اللہ تعالیٰ ان سب کے لیئے یہ اعزاز مبارک فرمائے اور آئندہ مزید ترقیات سے نوازے۔ آمین

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

دُعائے مغفرت

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور مکرم محمد احمد صاحب کی والدہ محترمہ ہاجرہ بی بی صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب صدر جماعت احمدیہ چک ۲۹ دیڑھ ضلع شیخوپورہ ۶۵ سال کی عمر میں بتاریخ ۹ ستمبر ۱۹۸۸ء اپنے گاؤں چک ۲۹ دیڑھ ضلع شیخوپورہ میں وفات پاکر اپنے مولا حقیقی کے حضور حاضر ہوگئیں۔ نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد مقامی قبرستان میں اُن کی تدفین ہوئی۔

مرحومہ نہایت ملنسار، شفیق، دُعاگو، صوم وصلوٰۃ کی پابند اور تہجد گزار تھیں سلسلہ احمدیہ سے والہانہ محبت تھی۔ خود بھی خدمت کے جذبہ سے سرشار تھیں اور اپنی اولاد کو بھی خدمتِ دین کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ کے پسماندگان میں تین بیٹے مکرم محمد احمد صاحب، مکرم عابد محمود صاحب، مکرم زاہد محمود صاحب اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ تمام بچے شادی شدہ ہیں۔

احباب جماعت دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مرحومہ سے اپنی رحمت ومغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشنے کے ساتھ اُن کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ٭

Monthly KHALID RABWAH
Regd. No. L 5830
OCTOBER 1988